بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ

ختم نبوت

{قادیانی شبہات کا رد}

محمد اسامہ حفیظ

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
آیات میں قادیانی تحریفات کے جوابات	

عنوان	صفحہ

| **احادیث میں قادیانی تحریفات کے جوابات** | |

آیات میں قادیانی
تحریفات کے
جوابات

پہلی آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (سورۃ الاعراف آیت 35)

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے کچھ پیغمبر آئیں جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں، تو جو لوگ تقوی اختیار کریں گے اور اپنی اصلاح کرلیں گے، ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

قادیانی استدلال

اس آیت میں تمام بنی آدم کو مضارع کے صیغے کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے اس لیے قیامت تک بنی آدم میں رسول آتے رہیں گے۔

جواب نمبر 1

آپ کی دلیل آپ کے دعوے کے مطابق نہیں ہے۔ آپ حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ نبوت کی تین اقسام ہیں ان میں سے دو قسم کی نبوت حضور علیہ سلام کے بعد بند ہے اور ایک قسم کی نبوت جاری ہے جو حضور علیہ السلام سے پہلے جاری نہیں تھی اور وہ بھی مرزا صاحب پر آ کر ختم ہوگئی۔ تو دلیل وہ پیش کریں جو آپ کے دعویٰ کے مطابق ہو۔

(تین قسم کی نبوت حوالہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 276,277، تین قسم کی نبوت میں سے ایک قسم کی نبوت جاری ہے اور دو قسم کے نبوت بند ہے حوالہ کلمۃ الفصل صفحہ 112، اور وہ تیسری قسم کی نبوت بھی مرزا قادیانی پر بند ہوگئی حوالہ تشحیذ الاذہان نمبر 3 صفحہ نمبر 31، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 578)

جواب نمبر 2

آپ نے جو دلیل پیش کی ہے اس میں لفظ رسول آیا ہے۔ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 322)

اور مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

عام لفظ کو کسی خاص معنوں میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔

(روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 444)

تو گزارش یہ ہے کے قادیانی شرارتی نہ بنے اور وہ دلیل پیش کریں جو ان کے دعوے کے مطابق ہے)

جواب نمبر 3

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی سب ہی نبی و رسول بن سکتے ہیں کیوں کہ یہ سب بھی بنی آدم میں آتے ہیں اور تو اور اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورتیں، بچے، خواجہ سرا بھی نبی اور رسول بن سکتے ہیں۔

ماھوا جوابکم فھو جوابنا

جواب نمبر 4

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل مان بھی لی جائے تو بھی مرزا صاحب نبی نہیں بنتے کیونکہ کہ براہین احمد یہ حصہ پنجم میں انہوں نے اپنا بنی آدم ہونے سے انکار کیا ہے۔ لکھتے ہیں

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127)

اگر مرزا صاحب نے سچ بولا ہے تو اس دلیل کے مطابق آپ ان کو نبی ثابت نہیں کر پائیں گے اور اگر جھوٹ بولا ہے تب تو مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ جھوٹا نبی نہیں ہوتا۔

ایک تاویل اور اس کا جواب

قادیانی کہتے ہیں ہیں یہ مرزا صاحب نے کسرنفسی کی ہے۔ جواب یہ ہے کے آج تک کسی عقلمند آدمی نے اس طرح کسر نفسی نہیں کی۔ اگر کی ہے تو بائبل کی کہانیوں کے علاوہ قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش کرو۔ اب مرزا صاحب کی کسرنفسی کی کچھ حقیقت آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ لکھتے ہیں

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240)

(اسی طرح کے اور اشعار دیکھنے کے لیے خزائن جلد 21 صفحہ 144 خزائن جلد 18 صفحہ 477 وغیرہ دیکھیں)

جواب نمبر 5

تحقیقی جواب قادیانیوں کے اس باطل استدلال کا یہ ہے کہ

آیت مبارکہ کے سیاق وسباق کو دیکھنے سے یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں پر حکایت ماضی کی ہے۔ اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا تھا اس کا ذکر کیا اور اس کے بعد تمام واقعات بڑی تفصیل سے اللہ تعالی نے بیان فرمائیے اور اس ضمن میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتار دیا تو ان کو خطاب کیا گیا۔ اس سورت میں چار جگہوں پر بنی آدم سے خطاب کیا گیا ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ

(سورۃ الاعراف آیت 26)

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔ اور تقوی کا جو لباس ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ سب اللہ کی نشانیوں کا حصہ ہے، جن کا مقصد یہ ہے کہ لوگ سبق حاصل کریں۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ یَنۡزِعُ عَنۡہُمَا لِبَاسَہُمَا لِیُرِیَہُمَا سَوۡاٰتِہِمَا ؕ اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَ قَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ

(سورۃ الاعراف آیت 27)

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! شیطان کو ایسا موقع ہرگز ہرگز نہ دینا کہ وہ تمہیں اسی طرح فتنے میں ڈال دے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا، جبکہ ان کا لباس ان کے جسم سے اتروالیا تھا، تاکہ ان کو ایک دوسرے کی شرم کی جگہیں دکھا دے۔ اور وہ اس کا جتھ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں

نہیں دیکھ سکتے۔ان شیطانوں کو ہم نے انہی کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ

(سورۃ الاعراف آیت 31)

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! جب کبھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوشنمائی کا سامان (یعنی لباس جسم پر) لے کر آؤ، اور کھاؤ اور پیو، اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

(سورۃ الاعراف آیت 35)

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے کچھ پیغمبر آئیں جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں، تو جو لوگ تقوی اختیار کریں گے اور اپنی اصلاح کرلیں گے، ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ان چاروں جگہوں پر اولاد آدم کو خطاب کیا گیا ہے اور یہ حضور علیہ صلاۃ وسلام کے سامنے ماضی کی حکایت کی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ وسلم کی امت کو خطاب نہیں ہوا۔ کیوں کہ قرآن مجید کا اسلوب ہے جب بھی حضور علیہ السلام کی امت کو خطاب کیا گیا ہے تو یایھا الناس اور یایھا الذین آمنوا سے خطاب کیا جاتا ہے یا بنی آدم سے اس امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔

(نوٹ:-اگر کسی پہلے حکم کا نسخ نہ ہوا اور اس حکم میں یہ امت بھی شامل ہو جائے تو یہ علیحدہ بات ہے۔)

چنانچہ اس کے بعد اس وعدے کے مطابق جو اللہ تعالی نے رسول بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جیسے وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا(سورۃ العنکبوت 14) وغیرہ اس سلسلے کو بیان کرتے کرتے آگے چل کر فرمایا ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ مُّوۡسٰی(سورۃ الأعراف 103) پھر دیر تک موسی علیہ السلام کا تذکرہ چلتا گیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ نبوت کو پہنچا دیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ یوں فرمایا

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَۨا الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۪ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ کَلِمٰتِہٖ وَ اتَّبِعُوۡہُ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ

﴿سورۃ الأعراف 158﴾

کہو کہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کے قبضے میں تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے۔ اب تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ جو نبی امی ہے، اور جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ سلام کو نازل کرنے کے بعد رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کیا اور پھر اس کے بعد اپنے وعدے کے مطابق جن رسولوں کو بھیجا ان کی ایک مختصر تاریخ بیان کی حتی کہ اس رسالت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر نبوت اور رسالت کے سلسلے کو مکمل فرما دیا اب کسی نئے نبی یا شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

ایک عتراض اور اس کا جواب

قادیانی قرآن مجید کے اسلوب پر اعتراض کرتے ہوئے ایک آیت پیش کرتے ہیں یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ (سورۃ الاعراف آیت 31) کہ آیت میں یا بني آدَمَ کے لفظ سے خطاب کیا گیا ہے اور اس میں مسجد کا ذکر ہے اور مسجد امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے اس

سے ثابت ہوا کہ جو آپ نے اصول بتایا تھا کہ یا بنی آدمَ سے امت محمدیہ کو خطاب نہیں کیا جاتا وہ غلط ہے۔

جواب

اس کا جواب ہے کہ آپ کا یہ اصول کہ مسجد کا لفظ امت محمدیہ کے لیے خاص ہے یہ ہی غلط ہے کیونکہ سورہ کہف میں اللہ نے پہلی امتوں کے لیے بھی مسجد کا ذکر کیا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا * اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا

﴿سورۃ الکھف 21﴾

اور یوں ہم نے ان کی خبر لوگوں تک پہنچادی، تاکہ وہ یقین سے جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، نیز یہ کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں ۔(پھر وہ وقت بھی آیا) جب لوگ ان کے بارے میں میں آپس میں جھگڑ رہے تھے، چنانچہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ان پر ایک عمارت بنادو۔ان کا رب ہی ان کے معاملے کو بہتر جانتا ہے۔(آخرکار) جن لوگوں کو ان کے معاملات پر غلبہ حاصل تھا انہوں نے کہا کہ: ہم تو ان کے اوپر ایک مسجد ضرور بنائیں گے۔

جواب نمبر 6

اگر اس آیت سے نبوت جاری ثابت ہوتی ہے تو ایک آیت یہ بھی ہے۔

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

﴿البقرہ :۳۸﴾

پھر اگر میری طرف سے کوئی ہدایت تمہیں پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔

اس آیت میں بھی وہی يَاْتِيَنَّكُمْ ہے اور اس کا سیاق وسباق بھی وہی ہے اگر اس (سورت الاعراف آیت 35) آیت سے نبوت اور رسالت جاری ہے تو اس (سورت البقرہ آیت 38) آیت سے شریعت جاری ہے حالانکہ شریعت تمہارے نزدیک بند ہے۔

ما ھو جوابکم فھو جوابنا

جواب نمبر 7

اس آیت میں لفظ اِمَّا ہے۔اور لفظ اِمَّا حرف شرط ہے۔جس کا تحقق ضروری نہیں جس طرح مضارع کے لیے استمرار ضروری نہیں جیسے آیت سے واضح ہے فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ﴿اگر لوگوں میں سے کسی کو آتا دیکھو﴾(سورۃ مریم آیت 26) اس آیت کا اگر قادیانی اصول کے مطابق ترجمہ کریں تو یوں بنے گا کہ مریم قیامت تک آدمی کو دیکھتی رہیں گی۔حالانکہ یہ ترجمہ قادیانی نہیں مانتے جس طرح اس آیت کی رو سے مریم قیامت تک کسی آدمی کو نہیں دیکھتی رہیں گی اس طرح اس آیت يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کی رو سے بھی حضور علیہ السلام کے بعد قیامت تک نبی نہیں آتے رہیں گے۔(مضارع کے صیغے کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے کا جواب)

جواب نمبر 8

اس آیت کا شان نزول قادیانیوں کے تسلیم کردہ مجدد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا

ابوسیار سلیمی سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم اور ان کی اولاد کو مٹھی میں لے لیا اور فرمایا یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ پھر رسولوں پر نظر رحمت ڈالیں تو فرمایا یا ایھا الرسل (تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 262)

اس عبارت سے ثابت ہوا کے قادیانیوں کے تسلیم کردہ مجدد کے نزدیک یہ عالم ارواح کی حکایت ہے۔تو اس سے کسی صورت بھی نبوت کا جاری رہنا ثابت نہیں ہوتا۔اور مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مجدد کا منکر فاسق ہے(خزائن جلد 6 صفحہ 344) قادیانیوں سے گزارش ہے کہ فاسق نہ بنے اپنے مرزا صاحب کے بقول)

جواب نمبر 9

آیت مبارکہ میں یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ۙ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے رسول شریعت لائیں گے۔تو اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو یہ تو قادیانی عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ قادیانی شریعت والے نبی کے آنے کے قائل نہیں ہیں۔

ما ھو جوابکم فھو جوابنا

جواب نمبر 10

قادیانی جس قسم کی نبوت کو جاری مانتے ہیں وہ توصرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی برکت سے ملتی ہے(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30) تو قادیانی سے گزارش ہے کہ دلیل وہ پیش کریں جو آپ کے عقیدہ کے مطابق ہو۔

دوسری آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

اِہۡدِ نَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ﴿۶﴾ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

(سورۃ فاتحہ آیت نمبر 5،6،7)

ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ کہ ان لوگوں کے راستے کی جن پر غضب نازل ہوا ہے اور نہ ان کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ جو ہمیں دعا سکھائی گئی ہے صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ اس میں انعام سے مراد نبوت اور بادشاہت ہے جیسے کہ اللہ نے قرآن میں ارشاد فرماتا ہے وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ یٰقَوۡمِ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِیۡکُمۡ اَنۡۢبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمۡ مُّلُوۡکًا (سورۃ المائدہ آیت نمبر 20)

اور اس وقت کا دھیان کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ:اے میری قوم!اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر نازل فرمائی ہے کہ اس نے تم میں نبی پیدا کیے،تمہیں حکمران بنایا۔(تبلیغی پاکٹ بک صفحہ 260)

جواب نمبر 1

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دلیل آپ کے دعویٰ کے مطابق نہیں ہے۔آپ حضرات کا دعوی یہ ہے کہ نبوت کی تین اقسام ہیں (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 276,277 قول فیصل) ان میں سے دو قسم کی نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جاری تھی جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہوگئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک تیسری قسم کی نبوت جاری ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جاری نہیں تھی (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 277 قول فیصل) (کلمہ الفصل صفحہ 112)۔اور وہ تیسری قسم کی نبوت بھی صرف ایک شخص (مرزا صاحب) کو ملی اور اس پر ختم ہوگئی اس کے بعد بھی کسی کو نہیں ملے گی۔تو دلیل وہ پیش کریں جس میں یہ ہو کہ نبوت کی تین اقسام میں سے ایک قسم کی نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہے اور وہ ایک فرد (مرزا صاحب) کو ملنے کے بعد ختم ہو جائے گی (تشہیذ الاذہان صفحہ 31) (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 578)۔جب تک قادیانی اپنے عقیدے کے مطابق دلیل پیش نہیں کرتے اس وقت تک کوئی بھی حوالہ ان کی دلیل تصور نہیں کیا جا سکتا۔

چیلنج

پوری قادیانی جماعت کو قیامت کی صبح تک چیلنج ہے۔دنیا جہاں کے سارے قادیانی مل کر قرآن وحدیث سے ایک دلیل اپنے اصل عقیدہ پر پیش کریں جس میں یہ لکھا ہو کہ نبوت کی تین اقسام میں سے ایک قسم کی نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری رہی اور ایک فرد (مرزا قادیانی) پر آ کر ختم ہوگی اور یہ تیسری قسم کی نبوت اس سے پہلے کسی کو ملی نہ بعد میں ملے گی۔قادیانی یہ دلیل پیش کریں اور منہ مانگا انعام لے جائیں۔لیکن قیامت تو آ سکتی ہے لیکن سارے قادیانی مل کر بھی اپنے اصل عقیدہ پر ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

جواب نمبر 2

اس آیت میں اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کی راہ پر چلنے کی دعا سکھائی گئی ہے نہ کہ نبی بننے کی۔اس کا یہ معنی ہے کہ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کے طریقہ اور ان کے عمل کو نمونہ بنایا جائے۔جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 21) حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

یہاں صرف دعا کی جا رہی ہے کہ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کے طریقہ پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔نبوت کے ملنے کی دعا نہیں کی جا رہی۔

جواب نمبر 3

قادیانیوں کا یہ استدلال کہ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (نبیوں) کے راستے پر چلنے سے بندہ نبی بن جاتا ہے قرآن کے مطابق غلط ہے۔اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

وَ اَنَّ ہٰذَا صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِیۡمًا فَاتَّبِعُوۡہُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمۡ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ؕ ذٰلِکُمۡ وَصّٰکُمۡ بِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ

(سورۃ الانعام آیت نمبر 153)

اور یہ کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے سو تم اس کی پیروی کرو، اور (دوسرے) راستوں پر نہ چلو پھر وہ (راستے) تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے، یہی وہ بات ہے جس کا اس نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

اگر قادیانی اصول سے دیکھا جائے (جو کہ غلط ہے) تو اس آیت کا مطلب یہ بنے گا کہ شریعت پر عمل کرنے والے یعنی اللہ کے سیدھے راستے پر چلنے والے

(استغفراللہ) خدا بن جائیں گے۔

جواب نمبر 4

نبوت دعاؤں سے نہیں ملتی کیونکہ نبوت وہبی ہے کسبی نہیں ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے

اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ(سورۃ انعام آیت نمبر 124)

اللہ خوب جانتا ہے کہ اسے اپنی رسالت کا محل کسے بنانا ہے۔

وَ مَا کُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓی اِلَیْکَ الْکِتٰبُ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ ظَہِیْرًا لِّلْکٰفِرِیْنَ (سورۃ القصص آیت 86)

اور (اے پیغمبر) تمہیں پہلے سے یہ امید نہیں تھی کہ تم پر یہ کتاب نازل کی جائے گی، لیکن یہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے، لہذا کافروں کے ہرگز مددگار نہ بننا۔

آیات سے واضح ہوتا ہے کہ نبوت صرف اللہ کے فضل سے سے عطا ہوتی تھی اس میں دعا یا نیک اعمال کا دخل نہیں ہوتا تھا۔

جواب نمبر 5

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دعا ہر روز مانگتے تھے جبکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پہلے سے ہی نبوت عطا ہو چکی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان الفاظ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کے ساتھ دعا کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ سے نبوت مراد نہیں ہے۔

جواب نمبر 6

اگر قادیانیوں کا یہ استدلال قبول کیا جائے کہ اس جگہ نبوت ملنے کی دعا کی جا رہی ہے تو پھر چودہ سو سال میں کوئی ایک بھی مرزا صاحب سے پہلے نبی کیوں نہ بنا (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 406) تو کیا کسی ایک کی دعا بھی قبول نہ ہوئی۔ جس مذہب میں کروڑوں لوگوں کی دعا قبول نہ ہو وہ امت خیر امت نہیں کہلا سکتی اور نہ اس کو کہلانے کا حق ہے۔ تو قادیانیوں کے مطابق یہ امت خیر امت نہیں ہے۔

جواب نمبر 7

اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں اِہْدِنَا جمع کا صیغہ ہے اگر قادیانی اصول کے مطابق اس کا ترجمہ کریں تو یہ بنے گا۔ اللہ تعالی ہم سب کو نبی بنائے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ نے مرزا قادیانی کی دعا بھی قبول نہیں کی (قادیانی اصول کے مطابق) اگر اللہ مرزا کی دعا قبول کرتا تو سارے قادیانی نبی ہوتے یا کم از کم اس کے نام نہاد صحابہ یعنی اس کے دور کے قادیانی تو سب نبی ہوتے لیکن وہ بھی نبی نہیں بنے۔

لو جی پوری امت میں چودہ سو سال سے قادیانیوں کے مطابق ایک ہی بندہ تھا جس کی دعا قبول فرمائی گئی تھی اب اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوئی۔

جواب نمبر 8

یہی دعا عورتوں کو بھی سکھائی گئی ہے اگر انعام سے مراد نبوت ہے تو کیا عورتوں کو بھی نبوت مل سکتی ہے۔ (قادیانی بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ نبوت صرف مردوں کو عطا ہوتی ہے {اب تک تو یہی عقیدہ تھا آگے اللہ عالم})

جواب نمبر 9

قادیانی پاکٹ بک میں لکھا ہے کہ بادشاہت بھی انعام ہے جیسے نبوت انعام ہے۔قادیانیوں کے مطابق مرزا قادیانی کو دعا کی وجہ سے نبوت ملی ہے تو ساتھ والا انعام بادشاہت کیوں نہیں ملی؟

جواب نمبر 10

اگر یہ دعا نبوت مانگنے کی دعا ہے تو مرزا قادیانی صاحب قادیانیوں کے مطابق نبوت مل جانے کے بعد یہ دعا کیوں مانگتے رہے کیا انہیں اپنی نبوت پر شک تھا؟

جواب نمبر 11

یہ دعا اگر نبوت مانگنے کی دعا ہے تو قادیانی اس سے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت نہیں کرسکتے کیوں کہ قادیانی جس قسم کی نبوت کو جاری مانتے ہیں اور مرزا کی لئے مانتے ہیں وہ تو حضور کی اطاعت کی برکت سے ملتی ہے (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30) اور یہ جو دلیل پیش کررہے ہیں اس میں دعا کا ذکر ہے حضور کی اطاعت کی برکت کا ذکر تک موجود نہیں ہے۔

جواب نمبر 12

مرزا قادیانی نے لکھا ہے

اِہْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں (تحفہ گولڑویہ: خزائن جلد 17 صفحہ 218) قادیانی کہتے ہیں اس دعا سے نبوت طلب کی جاتی ہے ان کا گرو مرزا قادیانی کہتا ہے کہ صحابہ اور "مسیح موعود" کی جماعت کی راہ طلب کی جاتی ہے۔اب باپ سچا یا بیٹا فیصلہ آپ کا۔

تیسری آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ

(سورۃ الحج آیت 75)

اللہ فرشتوں میں سے بھی اپنا پیغام پہنچانے والے منتخب کرتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ یقیناً اللہ ہر بات سنتا ہر چیز دیکھتا ہے۔

قادیانی استدلال

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری ہے۔يَصْطَفِيْ مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور مستقبل دونوں پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں میں سے رسول چنتا رہے گا۔لہذا ہمارا مدعا ثابت ہوا۔

جواب نمبر 1

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دلیل آپ کے دعویٰ کے مطابق نہیں ہے۔آپ حضرات کا دعوی یہ ہے کہ نبوت کی تین اقسام ہیں (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 276,277 قول فیصل) ان میں سے دو قسم کی نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جاری تھی جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہوگئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک

تیسری قسم کی نبوت جاری ہوئی جوحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جاری نہیں تھی (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 277 قول فیصل) (کلمہ الفصل صفحہ 112)۔اور وہ تیسری قسم کی نبوت بھی صرف ایک شخص (مرزا صاحب) کو ملی اور اس پر ختم ہوگئی اس کے بعد بھی کسی کو نہیں ملے گی۔تو دلیل وہ پیش کریں جس میں یہ ہو کہ نبوت کی تین اقسام میں سے ایک قسم کی نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہے اور وہ ایک فرد (مرزا صاحب) کو ملنے کے بعد ختم ہو جائے گی (تشحیذ الاذہان صفحہ 31) (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 578)۔جب تک قادیانی اپنے عقیدے کے مطابق دلیل پیش نہیں کرتے اس وقت تک کوئی بھی حوالہ ان کی دلیل تصور نہیں کیا جاسکتا۔

جواب نمبر 2

آپ نے جو آیت پیش کی ہے اس میں لفظ رسول آیا ہے اور مرزا صاحب کے نزدیک رسول کا لفظ عام ہے اور رسول کے مفہوم میں نبی اور رسول اور مجدد و محدث سبھی شامل ہیں۔جیسے کہ لکھا ہے

(1) رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام: خزائن جلد 5 صفحہ 322)

(2) رسول سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔

(ایام الصلح: خزائن جلد 14 صفحہ 419)

(3) رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں (شہادت القرآن: خزائن جلد 6 صفحہ 323) اور مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ ایک عام لفظ کسی خاص معنوں میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔ (نور القرآن: خزائن جلد 9 صفحہ 444) سو ظاہر ہے کہ قادیانیوں کا دعویٰ فرد خاص کا ہے۔دلیل میں عموم ہے لہٰذا تقریب تام نہ ہونے کی وجہ سے استدلال باطل ہے۔تو دلیل دلیل نہ ٹھہری۔

جواب نمبر 3

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے یَصۡطَفِیۡ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چنے گا حالانکہ تم جس قسم کی نبوت کے اجراء کے قائل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے چننے سے نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی برکت سے ملتی ہے۔ (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30)

دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے دلیل دلیل نہ رہی۔

جواب نمبر 4

آپ کا دعویٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہونے کا ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے لہٰذا اس اعتبار سے دعویٰ آپ کی دلیل کے مطابق نہیں رہا۔اس آیت سے معبودان باطلہ کی تردید کی ہے کہ اگر وہ معبود حقیقی ہوتے تو وہ بھی اپنے رسول مخلوق کی طرف بھیجتے۔جس طرح اللہ نے اپنے رسول بھیجے تھے۔

جواب نمبر 5

یہ کسی جاھل کا ہی نظریہ ہوسکتا ہے کہ ہر مضارع استمرار کے لئے ہوتا ہے۔اس آیت میں صیغہ مضارع فعل کے اثبات کے لئے ہے نہ کہ استمرار اور تجدید کے لئے جیسے کہ دوسری جگہ فرمایا

ہُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبۡدِہٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ (سورۃ الحدید آیت نمبر 9)

اللہ وہی تو ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں نازل فرماتا ہے۔

یہاں بھی مضارع ہے کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس میں استمرار ہو اور ہمیشہ قیامت تک قرآن نازل ہوتا رہے؟ ثابت ہوا کہ کہ قرآن جب تک مکمل نہیں ہوتا اس وقت تک نازل ہوتا رہے گا (جو کہ مکمل ہو چکا اور قرآن کا نزول بند ہو چکا) اسی طرح انبیاء بھی اس وقت تک آتے رہے جب تک ختم نبوت نہ ہو گئی۔اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہو جانے کے بعد ختم نبوت ہو چکی اور اب انبیاء کی تعداد میں کسی فرد کا اضافہ نہیں ہوگا۔ درحقیقت اس آیت میں یَصْطَفِیْ زمانہ استقبال کے لیے نہیں بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَ قَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَ اٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ ۫ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ (سورۃ البقرہ آیت 87)

اس کے یہ معنی نہیں کہ یہودیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبی آئیں گے تم ان کو قتل کرو گے بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی۔اور جیسے فرمایا

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 127)

اس میں بھی حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ اگر اب بھی قادیانی بات نہیں مانتے تو ذرا بتائیں مرزا صاحب کا الہام جو کہ مضارع میں ہے اسکا قادیانی کیا کریں گے۔مرزا صاحب کو الہام ہوا،

یریدون أن یروا طمثك یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعام دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے (حقیقۃ الوحی: خزائن جلد 22 صفحہ 581)

یہاں بھی "یریدون" اور "یروا" مضارع ہے کیا مرزا صاحب کا حیض قیامت تک چلتا رہے گا؟ اور بابو الٰہی بخش اسے ہمیشہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے؟

جواب نمبر 6

اس آیت میں فرشتوں اور انسانوں کا تذکرہ ہے اور مرزا صاحب نہ فرشتے ہیں اور نہ انسان۔جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم: خزائن جلد 21 صفحہ 127)

چوتھی آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿آل عمران آیہ 81﴾

اور (ان کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ: اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس (کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے، تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے، اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ اللہ نے (ان پیغمبروں سے) کہا تھا کہ: کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے دی ہوئی یہ ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا: ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے کہا: تو پھر (ایک دوسرے کے اقرار کے) گواہ بن جاؤ، اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی میں شامل ہوں۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں اس جگہ ہر نبی سے قوم کی نمائندگی میں بعد میں آنے والے نبی کے بارے میں یہ عہد لیا گیا ہے کہ وہ اپنے بعد آنے والے نبی پر ایمان لائیں گے اوراس کی مدد کریں گے۔اور یہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا گیا ہے جیسے آیت سے ظاہر ہے کہ

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 7)

اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد رکھو جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا تھا اور تم سے بھی، اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی۔ اور ہم نے ان سے نہایت پختہ عہد لیا تھا۔

جواب نمبر 1

اس آیت کی تفسیر خود مرزا صاحب نے لکھی ہے اوراس آیت کی تفسیر میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ آنے والے رسول سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اوراس کی مدد کرنی ہوگی۔اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت میں فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے خدا تعالیٰ ان کو ضرور مواخذہ کرے گا۔
(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 133)

حقیقت الوحی کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے عقیدے کے مطابق تمام انبیاء سے ایک نبی کی آمد کا عہد لیا گیا کہ جب وہ آئے تو اس پر ایمان لانا اوراس کی مدد کرنا اور وہ نبی صرف حضور علیہ الصلاۃ وسلام ہیں جو آخری زمانہ میں تشریف لائے۔قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہر نبی سے آنے والے نبی کے بارے میں عہد لیا گیا ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی ان کے بعد آنے والے نبی کے بارے میں عہد لیا گیا ہے مرزا صاحب کے عقیدے کے خلاف ہے۔اس تحریر سے قادیانیوں کی تاویل خود ہی باطل ہو جاتی ہے۔

جواب نمبر 2

تمام مفسرین کرام نے اس آیت میں ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کو ہی لیا ہے۔جیسے حضرت علی اور حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی نبی کو مبعوث فرمایا اس سے یہ پختہ وعدہ لیا کہ اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری زندگی میں مبعوث کر دیا تو ان پر ضرور ایمان لانا اور اپنی امت سے بھی وعدہ لے لینا اگر تمہاری زندگی میں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی معاونت بھی کرنا
(تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 1 صفحہ 548)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لائیں اگر حضور ان کی زندگی میں مبعوث ہو جائیں۔قادیانیوں کی یہ تفسیر کے ہر نبی سے یہ وعدہ لیا گیا ہے کہ وہ اپنے بعد آنے والے نبی کی تصدیق کرے اوراس پر ایمان لائے درست نہیں۔

قادیانی ایک اعتراض کرتے ہیں کہ آیت میں رسول نکرہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر علیہ صلاۃ وسلام کے شاگردوں نے اس نقرہ کو معرفہ بنا کر اس کی

تخصیص خود کر دی ہے جیسے اوپر حوالہ گزر چکا۔

ابھی کچھ اور آیات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس میں لفظ رسول نکرہ ہے مگر تخصیص کر کے لفظ رسول کو معرفہ بنایا گیا ہے۔

ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿سورۃ الجمعہ آیت 2﴾

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 129)

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿سورۃ التوبہ آیت 128﴾

جواب نمبر 3

اس آیت کی تفسیر جو مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت کے پہلے حضرات نے لکھی ہے وہ پیش خدمت ہے

(1) مرزا غلام احمد قادیانیاس آیت سے بنص صریح ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء جن میں حضرت مسیح شامل ہیں مامور تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں اور انہوں نے اقرار کیا کہ ہم ایمان لائے۔ (عصمت الانبیاء: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 675)

(2) حکیم نورالدین بھیروی اس آیت میں سب انبیاء سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر دینے اور ان کے ظہور کی پیشگوئی کرنے کا عہد لیا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کے اپنی نبوت کا اندازہ کریں۔ (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 391)

مرزا قادیانی اور حکیم نوردین کی کی ہوئی اس تفسیر سے معلوم یہ ہوا کہ تمام انبیاء سے حضور علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں عہد لیا گیا نہ کہ ہر نبی سے اس کے بعد آنے والی نبی کی نبوت کا عہد۔

جواب نمبر 4

آیت میں ثُمَّ جَآءَکُمۡ کے الفاظ قابل غور ہیں ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء علیہ السلام کے ساتھ تشریف لانے کو لفظ ثُمَّ کے ساتھ ادا کیا گیا ہے جو لغت عربی میں تراخی یعنی مہلت کے لیے آتا ہے یعنی جب کہا جاتا ہے "جاءني القوم ثم عمر "تو لغت عرب میں اس کے معنی ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آگئی پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا لہذا ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ کے یہ معنی ہونگے کہ تمام انبیاء کے آنے کے سب سے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

لو قادیانیوں یہ تو ہماری دلیل نکلی۔ یہ آیت تو ختم نبوت کی دلیل ہے۔

جواب نمبر 5

قادیانیوں کی پیش کردہ دوسری آیت الاحزاب آیت نمبر 7 میں جس عہد کا ذکر ہے وہ یہ والا عہد (آل عمران آیت 81) نہیں ہے۔ اس آیت میں عہد کا مطلب ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انبیاء علیہم السلام سے اس بات کا عہد لیا کہ دین کی تبلیغ اچھی طرح کرنا اور کسی قسم کی تفرقہ اندازی نہ کرنا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعد میں آنے والے نبی کی تصدیق کریں گے۔ جیسے الشوریٰ آیت نمبر 13 میں ہے

شَرَعَ لَکُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوۡحًا وَّ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ وَ مَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰۤی اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ ؕ کَبُرَ عَلَی الۡمُشۡرِکِیۡنَ مَا تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَیۡہِ ؕ اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ

اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا، اور جو (اے پیغمبر) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ (پھر بھی) مشرکین کو وہ بات بہت گراں گذرتی ہے جس کی طرف تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو کوئی اس سے لو لگاتا ہے اسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ الاحزاب کی آیت نمبر 81 میں صرف اس بات پر عہد لیا گیا کہ اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ

پانچویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا

(بنی اسرائیل : 15)

جو شخص سیدھی راہ پر چلتا ہے تو وہ خود اپنے فائدے کے لیے چلتا ہے، اور جو گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہی نقصان کے لیے اختیار کرتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور ہم کبھی کسی کو اس وقت تک سزا نہیں دیتے جب تک کوئی پیغمبر (اس کے پاس) نہ بھیج دیں۔

قادیانی استدلال

قادیانی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ اس وقت تک عذاب نہیں بھیجتا جب تک ایک نبی نہ بھیج دے۔ یعنی حضور علیہ صلاۃ وسلام کے بعد بھی عذاب آئے ہیں اللہ کی طرف سے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر 1

اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو غفلت اور بے خبری میں ہلاک نہیں کرتا بلکہ بذریعہ رسول کے ان کو آگاہ اور مطلع کر دیتا ہے۔ تا کہ وہ گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کریں تا کہ دنیوی عذاب سے نجات مل جائے اور اگر وہ رسول کی نافرمانی کریں ان کے کہنے پر نہ چلیں تو پھر ہلاک کیے جاتے ہیں اور اس کی تائید میں یہ آیت صریح موجود ہے

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ (الانعام : 131)

یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو کفر کے سبب ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے بے خبر ہوں۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رسول کے آنے سے پہلے تو لوگ امن میں رہتے ہیں اور ان کی آمد کے ساتھ ساتھ عذاب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے گو یا ان کا آنا رحمت کیا ہوا الٹا زحمت بن گیا۔ اس کا مطلب یہ نکالنا نبوت جاری ہے دجل کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

جواب نمبر 2

آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول آ کر حجت پوری کرتے ہیں مگر منکرین مخالفت کرتے ہیں جس کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان اور سب وقتوں کے لئے ایک ہی نبی ہیں (چشمہ معرفت: خزائن جلد 23 صفحہ 388) اس لیے یہ تمام عذاب اسی رسالت کاملہ کی مخالفت کے باعث ہے۔

نیز جو عذاب مرزا صاحب کے دعویٰ کرنے سے پہلے دنیا پر آئے وہ کس کے انکار کی وجہ سے آئے؟ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے آئے تو

اس زمانہ کے عذابوں کو کیوں مرزا صاحب کی مخلافت کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے؟ کیا اللہ تعالی نے کوئی حد مقرر کی ہے کہ 13 سو سال تک جو عذاب آئیں گے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کی وجہ سے آئیں گے اور اس کے بعد جو آئیں گئے وہ کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے آئیں گے؟ اور اگر موجودہ عذاب مرزا صاحب کے انکار کی وجہ سے آ رہے ہیں تو اس کی کوئی حد مقرر ہونی چاہیے کہ ان کی وجہ سے کتنے عرصہ تک عذاب آئیں گے۔ ثابت ہوا کہ موجودہ عذاب حضور علیہ السلام کی مخالفت کی وجہ سے ہے مذکورہ بالا آیت کسی نئے نبی کو نہیں چاہتی کیونکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام "کافۃ الناس" کے لئے ہیں اور آپ کے آنے سے حجت پوری ہو گی۔

جواب نمبر 3

اس آیت سے مرزا صاحب نے امت میں خلافت ثابت کی ہے کہ اب امت میں خلیفے ہوں گے مرزا صاحب نے اسے اجرائے نبوت کی دلیل نہیں کہا (شہادت القرآن: خزائن جلد 6 صفحہ 352) اور اب مرزا صاحب کی امت اسے اجراء نبوت کی دلیل بنا رہی ہے۔

فیا للعجب

جواب نمبر 4

عموماً دنیا میں مصائب آتے ہی رہتے ہیں تو کیا ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی ماننا ضروری ہوگا؟ اگر ہر عذاب کے موقع پر کوئی نبی یا رسول ہونا ضروری ہے تو بتایا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس قدر مصائب اور عذاب آئے وہ کن رسولوں کے باعث آئے؟

1۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت میں مرض طاعون پڑی جس کی وجہ سے ہزاروں صحابہ شہید ہوئے یہ کس نبی یا رسول کے انکار کی وجہ سے ہوا۔

2۔ ۸۰ ہجری میں بہت سخت زلزلہ آیا تھا جس میں ہزاروں انسان مر گئے اور سکندریہ کے منارے گر گئے قادیانی بتائیں کہ یہ کس نبی کے انکار کی وجہ سے ہوا؟

3۔ 425 ہجری میں تمام دنیا میں زلزلے آئے اس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ انطاکیہ میں پہاڑ سمندر میں گر پڑا لاکھوں انسان تباہ ہوئے یہ سب کس رسول کی تکذیب کے باعث ہوا؟

4۔ اندلس اور بغداد کی تباہی کے وقت کون سا رسول تھا؟

5۔ انگلستان کا خطرناک طاعون 1348 میں کس رسول کے باعث آیا؟

6۔ چنگیز و ہلاکو کے زمانہ میں لاکھوں قتل ہوئے کس نبی کی تکذیب کی وجہ سے؟

جواب نمبر 5

اگر 13 سو سال تک جو عذاب آتے رہے وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کے باعث آتے رہے تو قیامت تک جو عذاب آئیں گے وہ بھی حضور علیہ صلاۃ وسلام کی تکذیب کے باعث ہی آئیں گے یہ کہنا کہ اب کسی اور رسول کے باعث عذاب آتے ہیں یہ معنی رکھتا ہے کہ حضور علیہ السلام کا زمانہ ختم ہو گیا اگر مرزائی اس کا کھلا اعلان کریں تو ان کو جواب دیا جائے گا۔

جواب نمبر 6

(1) مولانا محمد حسین بٹالوی (2) مولانا ثناء اللہ امرتسری (3) ڈاکٹر عبد الحکیم خان پٹیالوی (4) مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی (5) مرزا سلطان محمد ساکن پٹی (6) مولانا صوفی عبد الحق غزنوی

جو مرزا قادیانی کے اشد ترین مخالف تھے مرزا قادیانی کی تقدیر کے باعث ان لوگوں پر عذاب کیوں نہ آیا؟ قادیانی جواب دیں۔

جواب نمبر 7

وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا سے اگر یہ ثابت کیا جائے کہ اور نبی آسکتا ہے تو وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کا تقاضا اور سنت الٰہی یہی ہونی چاہیے کہ ہر بستی میں رسول آئے۔ اگر قادیانی یہ کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کافۃ للناس ہیں تو پھر سارے عالم میں جہاں عذاب آئے گا وہ بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تکذیب کے باعث ہی آئے گا۔

جواب نمبر 8

عذاب کا باعث صرف نبوت کا انکار نہیں بلکہ اور بھی بے شمار وجوہات عذاب کی ہو سکتی ہیں مثلاً ظلم سے عذاب آتا ہے، زنا سے عذاب آتا ہے، جھوٹی قسم سے عذاب آتا ہے وغیرہ

چھٹی آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿النور آیہ 55﴾

اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل امت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی امانتِ اقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حق) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لئے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے (غلبہ واقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرما دے گا اور وہ ضرور (اس تمکّن کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لئے امن وحفاظت کی حالت سے بدل دے گا، وہ (بے خوف ہو کر) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے (یعنی صرف میرے حکم اور نظام کے تابع رہیں گے)، اور جس نے اس کے بعد ناشکری (یعنی میرے احکام سے انحراف و انکار) کو اختیار کیا تو وہی لوگ فاسق (ونافرمان) ہوں گے۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح خلیفہ یعنی غیر تشریعی نبی ہوں گے۔

جواب نمبر 1

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سلطنت عطا کرے گا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کے نبی خلیفہ ہوں گے ورنہ دوسری آیات میں کیا مطلب ہوگا

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (سورة الاعراف آیت 129)

لوگ کہنے لگے: (اے موسیٰ!) ہمیں تو آپ کے ہمارے پاس آنے سے پہلے بھی اذیتیں پہنچائی گئیں اور آپ کے ہمارے پاس آنے کے بعد بھی (گویا ہم دونوں طرح مارے گئے، ہماری مصیبت کب دور ہوگی؟) موسیٰ (علیہ السلام) نے (اپنی قوم کو تسلی دیتے ہوئے) فرمایا: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور (اس کے بعد) زمین (کی سلطنت) میں تمہیں جانشین بنادے پھر وہ دیکھے کہ تم (اقتدار میں آکر) کیسے عمل کرتے ہو۔

اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم سب غیر تشریعی نبی بنادیے گئے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ٭ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورة الانعام آیت نمبر 165)

اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا تاکہ وہ ان (چیزوں) میں تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں (امانتاً) عطا کر رکھی ہیں۔ بیشک آپ کا رب (عذاب کے حق داروں کو) جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ (مغفرت کے امیدواروں کو) بڑا بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس کا بھی ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غیر تشریعی نبی بنائے۔ اس خلافت سے حکومت اور زمینی وراثت مراد ہے جو حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عہد میں پوری ہوگئی جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے آیات پہلے گزر چکی ہیں۔ صحابہ کرام کی جماعت اس کی مخاطب ہے اور انہی کو پہلوں کا خلیفہ ہونا بلفظ ماضی فرمایا گیا ہے۔ تفسیر الخازن میں لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کا معنی لکھا ہے۔

ليور ثنهم أرض الكفار من العرب و العجم فجعلهم ملوكها و ساسنها

یعنی مسلمانوں کو کفار عرب ہو یا عجم میں کی زمین کا وارث بنائے گا اور ان کو بادشاہ اور وہاں کا باشندہ بنادے گا۔

(تفسیر الخازن لباب التاویل فی معانی التنزیل جلد 3 صفحہ 302 سورۃ الانعام سورۃ نمبر 24 آیت نمبر 46 تا 55)

اس کا مطلب یہ نہیں کہ غیر تشریعی نبی بنادے گا نیز یہی آیت تو ختم نبوت پر دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہے آگے خلفاء ہی ہوں گے پھر یہ وعدہ خلافت بھی ان سے ہے جو مومن بھی ہوں اور نیک عمل کرنے والے بھی ہوں کیا صحابہ کرام ان دونوں صفات سے موصوف نہ تھے؟ اگر تھے تو نبوت تشریعی یا غیر تشریعی کا دعویٰ انہوں نے کیوں نہ کیا؟ اور اگر جواب نفی میں ہے تو یہ قرآن عظیم کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن شاہد ہے کہ صحابہ کرام کی جماعت ان دونوں صفات سے موصوف تھی اور بعض صحابہ کرام خلیفہ بھی بنے مگر پھر بھی نبوت غیر تشریعی کا دعویٰ ان سے ثابت نہیں ہے۔

جواب نمبر 2

قادیانی اس آیت کی جو تفسیر کر رہے ہیں وہ خود ان کے مرزا صاحب کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے اس آیت سے ایسے خلیفے مراد لئے ہیں جن کے مصداق خلفائے راشدین ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا آیات کے تحت مرزا قادیانی صاحب لکھتے ہیں۔

(1) نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے۔ (شہادت القرآن خزائن جلد 6 صفحہ 355)

(2) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لیے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گئے۔

(شہادت القرآن خزائن جلد 6 صفحہ 339)

(3) قرآن کریم نے اس امت میں خلیفیوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرے کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسے کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔ (شہادت القرآن حزائن جلد 6 صفحہ 339،340)

ان حوالوں میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ امت محمد یہ کی اصلاح و تربیت کے لیے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا بلکہ انبیاء کے بجائے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آئیں گئے۔

جواب نمبر 3

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ میں صحابہ کرام کی تخصیص ہے موعود لہم صحابہ ہیں ورنہ منکم نہ فرمایا جاتا۔

ساتویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

(سورۃ آل عمران آیت 179)

اللہ ایسا نہیں کر سکتا کہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ رکھے جس پر تم لوگ اس وقت ہو، جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے، اور (دوسری طرف) وہ ایسا بھی نہیں کر سکتا کہ تم کو (براہ راست) غیب کی باتیں بتادے۔ ہاں وہ (جتنا بتانا مناسب سمجھتا ہے اس کے لیے) اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ لہذا تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو، اور اگر ایمان رکھو گے اور تقوی اختیار کرو گے تو زبردست ثواب کے مستحق ہو گے۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ آل عمران مدنی سورۃ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے تیرہ سال بعد نازل ہوئی اس وقت پاک اور ناپاک میں فرق ہو چکا تھا۔ اس لیے اب کوئی اور رسول آئے گا اور فرق کرے گا۔ (خلاصہ کلام پاکٹ بک صفحہ 250)

جواب نمبر 1

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیشہ کی طرح دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں ہے۔ دعویٰ تو خاص نبوت کے جاری ہونے کا ہے وہ بھی صرف مرزا صاحب تک مگر دلیل میں اس کا ذکر تک موجود نہیں۔ گزارش یہ ہے کہ دلیل اپنے دعویٰ کے مطابق پیش کریں۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ تین قسم کی نبوت میں سے ایک قسم کی نبوت جاری ہے اور دو قسم کی نبوت بند ہے تو دلیل وہ پیش کریں۔ یہ دلیل تو آپ کے اپنے دعویٰ کے خلاف ہے۔

دوسرے بات جو ہمارے قادیانی دوستوں نے کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت پاک اور ناپاک میں فرق ہو چکا تھا یہ بات درست نہیں ہے اس

آیت میں جو پاک اور ناپاک میں فرق کی بات ہورہی ہے وہ مومنوں اور منافقوں میں فرق کی بات ہورہی ہے۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا اس آیت کے نزول کے وقت مومن منافق میں امتیاز ہو چکا تھا یا نہیں۔جواب اسی آیت میں موجود ہے کہ کلی طور پر ابھی نہیں ہوا تھا بہت سے منافق مسلمانوں میں ملے جلے تھے چنانچہ اللہ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ

اللہ ایسا نہیں کرسکتا کہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ رکھے جس پر تم لوگ اس وقت ہو

اس کے علاوہ اسی سورۃ آل عمران کی پہلی آیات میں ملتا ہے۔

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ لَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖ وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (سورۃ آل عمران آیت 119)

دیکھو تم تو ایسے ہو کہ ان سے محبت رکھتے ہو، مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے، اور تم تو تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو، اور (ان کا حال یہ ہے کہ) وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (قرآن پر) ایمان لے آئے، اور جب تنہائی میں جاتے ہیں تو تمہارے خلاف غصے کے مارے اپنی انگلیاں چباتے ہیں۔(ان سے) کہہ دو کہ: اپنے غصے میں خود مر رہو، اللہ سینوں میں چھپی ہوئی باتیں خوب جانتا ہے۔

اس آیت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ منافقین ابھی موجود تھے اور ان میں اور مسلمانوں میں فرق نہیں ہوا تھا۔قادیانی پاکٹ بک کے مصنف صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ سورہ مدنی سورہ ہے۔اب میں آپ کی خدمت میں سورہ توبہ کی وہ آیت پیش کرتا ہوں جس سے میرا موقف اور واضح ہوجائے گا۔

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ (التوبہ آیت 101)

اور تمہارے اردگرد جو دیہاتی ہیں، ان میں بھی منافق لوگ موجود ہیں، اور مدینہ کے باشندوں میں بھی۔ یہ لوگ منافقت میں (اتنے) ماہر ہو گئے ہیں (کہ) تم انہیں نہیں جانتے، انہیں ہم جانتے ہیں۔ان کو ہم دو مرتبہ سزا دیں گے۔پھر ان کو ایک زبردست عذاب کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔

اسی طرح سورۃ منافقون جو مدنی سورۃ ہے میں منافقوں کے وجود کا ذکر موجود ہے۔الحمدللہ ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت پاک اور ناپاک میں مکمل تفریق نہیں ہوئی تھی جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ قادیانی حضرات کا یہ کہنا کہ "جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت پاک اور ناپاک میں مکمل تفریق ہو چکی تھی لہذا یہ آیت کسی آئندہ رسول کے متعلق ہے" سراسر غلط، جہالت بلکہ یہودیانہ تحریف ثابت ہوتی ہے۔

جواب نمبر 2

اب بعض قادیانی حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ غیب کی خبریں انبیاء دیتے ہیں اور مرزا صاحب نے بھی پیشگوئیاں کی ہیں (یہ الگ بات ہے کہ سب غلط ثابت ہوئی ہیں) اس لیے مرزا صاحب بھی نبی ہیں۔اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر وہ فرد جو پیشگوئیاں کرے وہ نبی ہے۔آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنے انبیاء میں سے بعض کو غیب کی خبریں عطا کرتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ آپ حضرات کے عقیدے کے مطابق غیب کی خبریں غیر نبی کو بھی مل سکتی ہیں۔ملاحظہ فرمائیے

(1) یہ بھی ان کو معلوم رہے کہ تحقیق وجود الہام ربانی کے لئے جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے ایک اور بھی راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ میں کہ جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں جن کا بتلانا بجز خدائے وحدہ لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں۔(روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 238)

(2) یہ عجیب حیرت نما امر ہے کہ بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت نہ پاک فرقہ دنیا میں ہیں سچی خوابیں دیکھا کرتی ہیں (روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 168)

اور ویسے بھی مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کا وہی حال ہے جو نجومی اور رمالوں کی پیشگوئیوں کا ہوتا ہے جس میں ایک سچ ہے تو دس جھوٹ بھی موجود ہیں۔ ایسی غیب دانی نبوت کی نشانی نہیں ہے۔ وہ اخبار بالغیب نبوت کی خصوصیات میں ہے جس میں ذرہ برابر جھوٹ نہیں ہوتا اور ہر ایک بات من وعن پوری ہوتی ہے اور مرزا صاحب کا رتبہ اس میں رمال اور نجومی سے بھی گھٹا ہوا ہے۔

جواب نمبر 3

قادیانی پاکٹ بک کے مصنف صاحب نے "یَجْتَبِیْ" کا ترجمہ کیا ہے بھیجے گا یہ ترجمہ بالکل غلط ہے اور کسی لغت کی کتاب میں ایسا نہیں لکھا۔ اللّٰہ یَجْتَبِیْ کا مطلب ہے اللہ چن لیتا ہے۔ یعنی جو پہلے سے رسول ہیں ان میں سے غیب کی خبریں دینے کے لیے کسی کو چنتا ہے۔ اور اب ختم نبوت کے بعد دنیا میں کسی قسم کا کوئی رسول پیدا نہیں ہوگا۔ کچھ قادیانی کہتے ہیں کہ "یَجْتَبِیْ فعل مضارع ہے اس لیے قیامت تک اللہ رسول میں کچھ کو چنتا رہے گا اس لیے قیامت تک رسول ہونا ضروری ہیں" ۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ یَجْتَبِیْ اس آیت میں زمانہ مستقبل کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اس میں حکایت ہے حال ماضی کی۔ اس پر دلیل ہمارے پاس وہ آیات ہیں جن میں ان مجتبیٰ رسولوں کا نام لے کر بیان کر دیا گیا ہے۔ فرداً بھی اور یک جائی طور پر بھی۔ فرداً فرداً ملاحظہ ہو

حضرت آدم علیہ السلام کے لیے

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَ هَدٰی (طه آیت نمبر 122)

پھر ان کے رب نے انہیں چن لیا، چنانچہ ان کی توبہ قبول فرمائی، اور انہیں ہدایت عطا فرمائی۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام کے لیے

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰهُ وَ هَدٰىهُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (النحل آیت نمبر 121)

وہ اللہ کی نعمتوں کے شکر گذار تھے۔ اس نے انہیں چن لیا تھا، اور ان کو سیدھے راستے تک پہنچا دیا تھا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے لیے

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (القلم آیت 50)

پھر ان کے پروردگار نے انہیں منتخب فرما لیا، اور انہیں صالحین میں شامل کر دیا۔

یکجائی طور پر دس پیغمبروں یعنی (1) حضرت زکریا علیہ السلام (2) حضرت یحییٰ علیہ السلام (3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (4) حضرت ابراہیم علیہ السلام (5) حضرت اسحاق علیہ السلام (6) حضرت یعقوب علیہ السلام (7) حضرت موسیٰ علیہ السلام (8) حضرت ہارون علیہ السلام (9) حضرت اسماعیل علیہ السلام اور (10) حضرت ادریس علیہ السلام کے ذکر کے بعد آیا ہے۔

وَ مِمَّنْ هَدَیْنَا وَ اجْتَبَیْنَا ؕ (مریم آیت نمبر 50)

جن کو ہم نے ہدایت دی، اور (اپنے دین کے لیے) منتخب کیا۔

اور (الانعام میں 18) پغمبروں کا تذکرہ کر کے فرمایا

وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَیْنٰهُمْ وَ هَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الانعام آیت نمبر 87)

اور ان کے باپ دادوں، ان کی اولادوں اور ان کے بھائیوں میں سے بھی بہت سے لوگوں کو۔ ہم نے ان سب کو منتخب کر کے راہ راست تک پہنچا دیا تھا۔

اور بھی آیات ہیں اختصار کی وجہ سے صرف یہ درج کی گئ ہیں۔

جواب نمبر 4

یہ کہنا کہ آئندہ رسول آئیں گے یہ مطلب رکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے خباثت اور طیب میں امتیاز نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے

(1) اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف آیت نمبر 157)

جو اس رسول یعنی نبی امی کے پیچھے چلیں جس کا ذکر وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دے گا، برائیوں سے روکے گا، اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام قرار دے گا، اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے وہ طوق اتار دے گا جو ان پر لدے ہوئے تھے۔ چنانچہ جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لائیں گے اس کی تعظیم کریں گے اس کی مدد کریں گے، اور اس کے ساتھ جو نور اتارا گیا ہے اس کے پیچھے چلیں گے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔

(2) وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل آیت 81)

اور کہو کہ: حق آن پہنچا، اور باطل مٹ گیا، اور یقیناً باطل ایسی ہی چیز ہے جو مٹنے والی ہے۔

پس حق اور باطل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے امتیاز قائم ہو چکا ہے اس لیے اب کسی اور رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

آٹھویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿ؕ سورۃ المؤمنون:۵۱﴾

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، مجھے اس کا پورا پورا علم ہے۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ آیت میں مضارع کا صیغہ ہے اور "رسل" جمع کا صیغہ ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے بعد بھی رسول آئیں گئے۔

جواب

المؤمنون کے دوسرے رکوع سے اس آیت کریمہ تک انبیائے سابقین کا ذکر ہے۔ ان آیات میں حکایت ماضیہ کے ضمن میں یہ بتانا مقصود ہے کہ پاک اور نفیس اشیاء کا استعمال کرو۔ آگے فرمایا وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (المومنون آیت نمبر 51) یعنی اصول دین کا طریق کسی شریعت میں مختلف نہیں ہوا۔ انبیاء کرام تو اپنے امتوں کے لیے نمونہ بننے کے لئے رزق حلال وطیب اور اپنا کردار صالح اپنانے کا ارشاد ہو رہا ہے۔ اصل حکم امتوں کو دینا مقصود ہے۔ دوسرے رکوع میں تفصیل کے ساتھ سابق انبیاء کا ذکر ہے آخر میں آ کر حضرت عیسی علیہ السلام کا ان الفاظ میں ذکر ملتا ہے۔ وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّ اٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ (المؤمنون آیت نمبر 50)

اور مریم کے بیٹے (عیسی علیہ السلام) کو اور ان کی ماں کو ہم نے ایک نشانی بنایا، اور ان دونوں کو ایک ایسی بلندی پر پناہ دی جو ایک پرسکون جگہ تھی، اور جہاں

صاف ستھرا پانی بہتا تھا۔

يَاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (المومنون آیت نمبر 51)

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، مجھے اس کا پورا پورا علم ہے۔

وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (المومنون آیت نمبر 52)

اور حقیقت یہ ہے کہ یہی تمہارا دین ہے، (سب کے لیے) ایک ہی دین، اور میں تمہارا پروردگار ہوں، اس لیے دل میں (صرف) میرا رعب رکھو۔

فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (المومنون آیت 53)

پھر ہوا یہ کہ لوگوں نے اپنے دین میں باہم پھوٹ ڈال کر فرقے بنالیے، ہر گروہ نے اپنے خیال میں جو طریقہ اختیار کرلیا ہے، اسی پر مگن ہے۔

یہ آیات اپنے مطلب صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ امر ہر ایک رسول کو اپنے وقت پر ہوتا رہا ہے۔ خاص کر پچھلی آیت نے بالکل کھول دیا کہ یہ ذکر پہلی امتوں کا ہے جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ باوجود اس صراحت کے میں جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لیے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کر دیتا ہوں تا کہ حق اور واضح ہو جائے۔

حدیث

وَحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ ، حَدَّثَنِيعَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ : { يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ } ،

(مسلم شریف کتاب البیوع ,باب النسب و طلب الحلال, رقم 1015)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سوائے پاکیزگی کے کچھ قبول نہیں کرتا بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ہی حکم دیا ہے جو اس نے انبیاء کرام کو دیا تھا کہ اے رسولوں کھاؤ پاک چیزیں اور عمل صالح کرو اور ایسا ہی مسلمانوں کو فرمایا اللہ نے اے ایمان والوں کھاؤ پاک رزق سے جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت کریمہ میں حکایت ماضیہ کے ضمن میں یہ بتایا گیا ہے کہ پاک اور نفیس اشیاء استعمال کرو اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہونے کا کوئی ذکر تک موجود نہیں ہے۔

نویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ٚ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا (الاحزاب آیت 53)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں (بلا اجازت) داخل نہ ہو، الا یہ کہ تمہیں کھانے پر آنے کی اجازت دے دی جائے، وہ بھی اس طرح کہ تم اس کھانے کی

تیاری کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو،لیکن جب تمہیں دعوت دی جائے تو جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو اپنی اپنی راہ لو، اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھو۔حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے (کہتے ہوئے) شرماتے ہیں، اور اللہ حق بات میں کسی سے نہیں شرماتا اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ طریقہ تمہارے دلوں کو بھی اور ان کے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے کا ذریعہ ہوگا۔ اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ، اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ آیت میں رسول نکرہ ہے اس لئے آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص نہیں بلکہ عام ہے۔ اب اگر حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا تو اس آیت کا قرآن میں ہونے کا کیا فائدہ اسے نکال دینا چاہیے۔ (خلاصہ قادیانی پاکٹ بک صفحہ 262)

جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت نازل ہوئی ہے۔ صحابہ کرام کی جماعت مخاطب ہے جو حضور علیہ السلام کو رسول اللہ مانتے تھے۔ اللہ تعالی صحابہ کرام کو آداب رسول بتا رہا ہے کہ بغیر اجازت رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے گھر میں داخل نہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے پر بلائیں تو کھانا کھا کر باتوں میں نہ لگ جائیں بلکہ کھانا کھاتے ہی اپنے گھر کی طرف لوٹ جائیں۔ جب بھی ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگیں۔ اور صحابہ اکرام کو ہرگز یہ مناسب نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیں اور یہ بھی مناسب نہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کریں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایسا ہی عمل میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے شادی نہیں کی گئی۔ جیسے کہ آیت سے واضح ہے کہ رسول اللہ سے مراد محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس اس آیت کو کسی آئندہ رسول کے لئے متعلق بھی قرار دینا سراسر تحریف فی القرآن ہے۔ اور پاکٹ بک کے مصنف صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ: رسول اللہ نکرہ ہے۔ مصنف کے جاھل، نادان اور علوم عربیہ سے نابلد ہونے کی دلیل ہے۔ خادم گجراتی صاحب کو یہ تک معلوم نہیں کہ لفظ الرسول یا النبی سے ہی خصوصیت نہیں ہوتی بلکہ اسم اضافت سے بھی معروفہ ہو جاتا ہے۔ اب دیکھیں کہ لفظ غلام نقرہ ہے مگر جب غلام زید کہا جائے گا تم معرفہ ہو جائے گا۔ اسی طرح آیت میں رسول کا لفظ مضاف ہے اور اللہ کا لفظ مضاف الیہ ہے۔ یعنی اللہ کا رسول اور اللہ کا لفظ معرفہ ہے پس یہاں لفظ رسول اللہ نقرہ نہیں معرفہ ہے۔ رسول اللہ کا لفظ معرفہ ہے اور یہاں بھی وہی رسول اللہ مراد ہے جس کا اس سورہ میں کئی بار ذکر آچکا ہے۔ جیسے کہ

(1) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

(الاحزاب آیت 21)

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

(2) وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۫ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا

(الاحزاب آیت 22)

اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں، جب انہوں نے (دشمن کے) لشکروں کو دیکھا تھا تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ: یہ وہی بات ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے کیا تھا، اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا۔ اور اس واقعے نے ان کے ایمان اور تابع داری کے جذبے میں اور اضافہ کر دیا تھا۔

(3) وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا

(الاحزاب آیت 29)

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کی طلبگار ہو تو یقین جانو اللہ نے تم میں سے نیک خواتین کے لیے شاندار انعام تیار کر رکھا ہے۔

(4) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا

(الاحزاب آیت 40)

(مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔

اور وہی رسول اللہ مراد ہے جس کے متعلق کتب احادیث میں ہزار ہا مرتبہ یہ الفاظ آتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مجھے خطرہ ہے کہ آج کل کے قادیانی کہیں احادیث نبویہ کے بارے میں یہ نہ کہنا شروع کر دیں کہ کتب حدیث میں جہاں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وارد ہوا ہے وہ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں بلکہ لفظ "رسول اللہ" نقرہ ہے اور اس میں ہر رسول داخل ہے۔

اب رہا اعتراض کے اگر اب نبی پیدا نہیں ہوگا تو اس آیت کی کیا ضرورت ہے ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ آدم علیہ سلام کے بے ماں باپ یا عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے کا ذکر قرآن سے نکال دیں کیونکہ اب کوئی اس طرح پیدا نہیں ہوگا۔

قرآن مجید میں یہ آیت باقی رکھنے کی ضرورت یہ تھی کہ عرب معاشرے میں امراء کی وفات پر ان کی ازواج سے شادی کرنا فضیلت میں شمار ہوتا تھا اور قرآن شریف نے سورہ نور میں بیوہ سے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن نے سری حکم دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے نکاح نہ کیا جائے وہ آخر امہات المومنین ہیں۔ دوسری بات یہ آیت مبارکہ حضور علیہ السلام کی شان اور فضیلت کا اظہار کرتی ہے جو کہے کہ اسے نکال دو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو مٹانے والا ہے۔ ویسے بھی مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

تحریف تغیر کرنا بندروں اور سؤروں کا کام ہے۔ (خزائن جلد 8 صفحہ 291)

تحریف قرآن کا مشورہ دینے والے خادم گجراتی صاحب بتائیں کہ وہ ان میں سے کیا ہیں۔

دسویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ (المؤمن آیت 34)

اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) تمہارے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے (8) تب بھی تم ان کی لائی ہوئی باتوں کے متعلق شک میں پڑے رہے۔ پھر جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ اب کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا (9)۔ اسی طرح اللہ ان تمام لوگوں کو گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے جو حد سے گذرے ہوئے، شکی ہوتے ہیں۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں اس ایت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف پر نبوت ختم سمجھتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا عقیدہ ہے اور جو نبوت کو بند سمجھے وہ کافر ہے۔

جواب

یہ ان لوگوں کا قول ذکر کیا گیا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت پر ایمان نہ لائے تھے جیسا کہ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ انہوں نے از روئے کفر کہا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو چھٹکارہ ہوا (معاذ اللہ) اب خدا کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔
یہ خدائی فیصلے کا ذکر نہیں ہے اور ان کا یہ قول اس لئے بھی غلط تھا کہ اس وقت خدا کے علم میں سلسلہ نبوت میں سیکڑوں نبی باقی تھے تو ان کفار کا اس وقت کا قول غلط ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت جب اللہ نے اپنے فیصلے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خاتم النبیین فرما دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرما دیا کہ نبوت و رسالت میرے بعد منقطع ہو چکی ہے (معاذ اللہ) یہ سب غلط ہے۔
یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ فرعون اور آل فرعون سلسلہ رسالت کے منکر تھے۔ بلکہ فرعون کی قوم تو اسے خدا سمجھتی تھی اور اللہ کی منکر تھی۔ پس جو رب العالمین کا انکار کرے وہ رسولوں اور نبیوں کا قائل کیسے ہو سکتا ہے۔
نیز حضرت یوسف علیہ السلام کو خدا تعالی نے کبھی یہ وحی نہیں کی تھی کہ تو خاتم النبین ہے اور نہ حضرت یوسف علیہ السلام نے لا نبی بعدی کا کبھی دعویٰ کیا لیکن اس کے برعکس قرآن میں خدا کا قطعی فیصلہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف الفاظ احادیث میں موجود ہیں کہ آپ صلی اللہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ ہماری اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں اور یقین کامل سے جانتا اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آن جناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ذیشان آسمانی: خزائن جلد 4 صفحہ 414)
رہی یہ بات کہ کفار کا عقیدہ ہے کہ نبوت بند ہے تو اس وجہ سے جو یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے تو جواب یہ ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت جاری ہے یعنی جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت جاری ہے وہ عیسائی ہے۔

ماھو جوابکم فھو جوابنا

گیارہویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا (الجن آیت 7)
اور یہ کہ: جیسا گمان تم لوگوں کا تھا، انسانوں نے بھی یہی گمان کیا تھا کہ اللہ کسی کو بھی مرنے کے بعد دوسری زندگی نہیں دے گا۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے کفار انسان اور کفار جنات یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ نبوت بند ہے۔ اب بھی جو یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

جواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت میں بعثت انبیاء کا ذکر نہیں بلکہ کفار کے بقول قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کا انکار ہے۔ یعنی کفار کے بقول اللہ تعالی مرنے کے بعد دوبارہ کسی کو کھڑا نہ کرے گا۔ اس آیت کی وضاحت دوسری جگہ موجود ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ

(التغابن آیت 7)

جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے، وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ انہیں کبھی دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ کہہ دو: کیوں نہیں؟ میرے پروردگار کی قسم! تمہیں ضرور زندہ کیا جائے گا، پھر تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے کیا کچھ کیا تھا، اور یہ اللہ کے لیے معمولی سی بات ہے۔

ثابت ہوا کہ ان کا انکار بعثت بعد الموت سے تھا۔ قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کے اب کوئی رسول نہیں آئے گا صرف اور صرف تحریف قرآن ہے اور کچھ بھی نہیں۔ دوسری بات اگر بالفرض محال اسے تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا تب بھی قادیانیوں کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ صرف کفار جنات اور کفار انسانوں کا ظن تھا (جو کہ غلط تھا) اللہ کا فیصلہ نہیں تھا۔ (اور اس کی تفصیلات میں نے "المؤمن آیت 34 اور قادیانی تحریف کا جواب" میں عرض کر دی تھی وہاں دیکھی جاسکتی ہیں)

اب اگر قادیانی کہیں کہ یہ عقیدہ رکھنے والا کافر ہے تو

(1) بعد خاتم النبین کسی رسول کا آنا جائز نہیں۔ (روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 511)

(2) بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ (خزائن جلد 3 صفحہ 431)

(3) اور ہاں جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 414)

قادیانیوں مرزا صاحب کو اس کفر سے بچا کر دکھادو۔

آخری بات یہ ہے کہ جس وقت ان لوگوں نے کہا کہ اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا (بقول قادیانی مذہب) اس وقت نبوت جاری تھی اب نبوت ختم ہے۔ جب جاری تھی تو اس کو بند کہنے والا کافر تھا اب جب بند ہے تو اس کو جاری کہنے والا کافر ہے۔

بارویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَ لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ

اور ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں، ان میں سے اکثر لوگ بھی گمراہ ہوئے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان کے درمیان خبردار کرنے والے (پیغمبر) بھیجے تھے۔

(الصافات آیت 71،72)

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ جب لوگوں کی اکثریت گمراہ ہوجاتی تھی تو اللہ نبی بھیجتا تھا۔ اب بھی جب لوگوں کی اکثریت گمراہ ہوگی تو اللہ نبی بھیج دے گا۔

جواب

پہلے امتوں میں گمراہی کی پہلی وجہ یہ تھی کہ ان کے انبیاء کی تعلیمات محفوظ نہ رہیں۔اس میں ترمیم واضافہ کر دیا گیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات الحمدللہ محفوظ ہیں اور محفوظ ہی رہیں گی ان شاءاللہ۔ جیسے کہ اللہ کا فرمان ہے

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر آیت 9)

حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس لئے حضور صلی اللہ وسلم کی امت سابقہ امتوں کی طرح من حیث المجموع گمراہ نہیں ہوسکتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تجتمع أمتي علي الضلالة (عمدة القاری شرح صحیح البخاری جلد 2 صفحه 52 ،مرقاة المفاتیح شرح مشكاة المصابیح جلد 1 صفحه 224، تفسير الرازی جلد 14 صفحه 197)

یعنی میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔اور دوسری وجہ پہلی متوں کے گمراہ ہونے کی یہ تھی کہ پہلے شریعتیں وقتی خاص خاص موقعوں کے لئے تھیں۔اسی لئے حالات کے مطابق نبی آتے رہے اور احکام نازل ہوتے رہے۔مگر اسلام کامل اور مکمل ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دین مکمل ہو گیا(اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا) اور قرآن میں اللہ نے تمام احکام کو بیان فرما دیا اور ان کی تفصیل احادیث میں مکمل طور پر آچکی اب کسی نئے حکم یا نبی کی کوئی ضرورت نہیں۔باقی رہا اصلاح اور تبلیغ کا کام تو وہ صالحین امت اور علمائے دین کے سپرد ہے۔

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

(آل عمران آیت 104)

اور تمہارے درمیان ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کی تلقین کریں، اور برائی سے روکیں۔ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اس امت میں اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لیے ان کے "نبی" اور "مسیح موعود" کا حوالہ بھی پیش کر دیتا ہوں۔مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل) توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں 40 کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا (روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 339)

تیرہویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدہ آیت 3)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ دین جتنا کامل ہوتا ہے اللہ سے رابطہ اتنا زیادہ ہوتا ہے۔ ہمارا دین سب سے کامل ہے اس وجہ سے ہمارا رابطہ سب سے زیادہ ہے اور سب سے زیادہ رابطہ نبوت ہوتا ہے لہذا امت میں نبوت جاری ہے۔

جواب

آیت کا وہ مطلب نہیں جو قادیانی حضرات نے بتایا ہے اگر آیت کا وہ مطلب مان لیا جائے جو قادیانی بتا رہے ہیں تو امت کے ہر فرد کو نبی ماننا ہوگا (جو کہ قادیانی نہیں مانتے)۔ کیونکہ اس امت کے ہر فرد کا دین تو ایک ہی ہے اسلام اور وہ دین کامل ہے۔ تو کیا ہر کوئی مرد، عورت، بچے وغیرہ نبی ہیں؟
جب کوئی چیز کامل اور تمام ہو جاتی ہے تو اس پر کسی جز کا اضافہ اور زیادتی ناممکن ہو جاتی ہے۔ لہذا اگر کسی نبی کا آنا مانا جائے تو یہ دین کے کامل اور تمام ہونے کے خلاف ہے۔
مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ
تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا
(اربعین نمبر 4 خزائن جلد 17 صفحہ 435)
اب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ فضول گفتگو نہیں فرماتا اللہ اس سے پاک ہے۔ اللہ جب بھی کسی کی طرف وحی فرمائے گا تو اس میں کچھ نہ کچھ امر اور نہی تو ضرور ہوگا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونا اس آیت کے خلاف ہے۔
ہمارا اس آیت کا یہ معنی بیان کرنا اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ مجدد دین امت نے بھی اس کے یہی معنی کیے ہیں۔

هذا اكبر نعم الله تعالىٰ علىٰ هذه الامة حيث اكمل الله تعالىٰ دينهم فلا يحتاجون الى دين غيره ولا الى نبى غير نبيهم صلوة الله و سلامه عليه و لهذا جعله الله تعالىٰ خاتم الانبياء (تفسير ابن كثير جلد نمبر 3 صفحه نمبر 26)
یہ خدا کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے دین کامل کر دیا اور اب کسی نئے نبی اور جدید مذہب کی ضرورت نہیں رہی اور ہمارے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بنا دیئے گئے۔
اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر میں کیا لکھتے ہیں
قرآن شریف جیسے کہ آیت (اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ) اور (وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح الفاظ میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 174)
عجیب بات ہے کہ "امت" اس آیت سے اجراء نبوت ثابت کر رہی ہے اور "نبی" اسی آیت سے ختم نبوت ثابت کر رہا ہے۔

چودویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ
(النسآء آیت 69)

اور جولوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی اطاعت کرنے سے بندہ نبی بن جاتا ہے۔

جواب نمبر 1

پہلی بات تو یہ ہے کہ دلیل ہی آپ کے دعوے کے مطابق نہیں ہے آپ حضرات نبوت کی تین اقسام مانتے ہیں (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 277,276) ان میں سے ایک قسم کی نبوت کو حضور کے بعد جاری سمجھتے ہیں (کلمہ الفصل صفحہ 112) جو کہ مرزا قادیانی صاحب پر آ کر ختم ہوئی ہے۔ (تشحیذ الاذہان نمبر 3 صفحہ 31::انوار العلوم جلد 2 صفحہ 578) تو دلیل وہ پیش کریں جو آپ کے دعوے کے مطابق ہو یعنی نبوت کی تین اقسام میں سے حضور صلی اللہ وسلم کے بعد ایک قسم کی نبوت جاری ہونے کا اور وہ مرزا صاحب پر بند ہونے کا ذکر ہو۔ دوسری بات یہ ہے کوئی بھی ذی شعور اور صاحب عقل آدمی اس آیت کا صرف ترجمہ پڑھ لے تو اسے خود پتہ چل جائے گا کہ اس آیت سے نبوت کے جاری ہونے کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی جا رہی ہے کہ یہ لوگ قیامت میں صدیق، شہید، صالحین اور انبیاء کے ساتھ ہوں گئے جیسے آیت کے آخری الفاظ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا (اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں) بات کو روز روشن کی طرح واضح کر رہے ہیں۔ پس ثابت ہوا یہ آیت صرف قیامت کی معیت کے باری میں ہے۔

بات کو اور واضح کرنے کے لیے قادیانیوں کے تسلیم کردہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے اس آیت کا شان نزول پیش کرتا ہوں۔

(1) امام صاحب فرماتے ہیں

بعض صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات میں ہوں گے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے کریں گئے تو یہ آیت نازل ہوئیوَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا (تفسیر جلالین صفحہ 112)

یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ انبیائے کرام اگرچہ جنت کے بالاخانوں میں ہوں گے لیکن پھر بھی صحابہ کرام اور دوسرے نیک لوگ انبیاء کرام کی زیارت سے فیض یاب ہوں گے۔ جیسا کہ شان نزول سے ظاہر ہے۔

(2) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اذا ارادوا الزيارة والتلاقي قدروا عليه فهذا هو المراد من هذه المعية. (تفسیر الرازی جلد 10 صفحہ 133)

مطیعین جب نبیوں صدیقوں اور شہیدوں سے ملنا چاہیں گے تو مل سکیں گے "مع" سے یہی مراد ہے۔

اس آیت میں آخرت میں معیت کا ذکر ہے اس پر ایک حدیث شریف بھی پیش کرتا ہوں۔

حدیث

امی عائشہ فرماتی ہیں

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر نبی کو مرض وفات میں اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم

آخرت میں۔جس مرض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس مرض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی (دنیا اور آخرت میں سے ایک کا) اختیار دیا جا رہا ہے۔(مشکواۃ شریف:: حدیث نمبر 5960)

کتب سیرت میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے

مع الرفيق الاعلي في الجنة مع الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين

(رفیق اعلی کے ساتھ جنت میں انعام یافتہ لوگوں یعنی انبیاء، صدیق، شہید، اور صالحین کے ساتھ) [(1)السيرة النبوية لا بن كثير جلد 4 صفحه 477 (2) جمع الوسائل فی شرح الشمائل جلد 2 صفحه 202 (3)البداية و النهاية جلد 5 صفحه 261 (4)الطبقات الكبرى جلد 2 صفحه 177 (5)نهاية الارب في فنون الأدب جلد 18 صفحه 382]

ثابت ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نبی تو پہلے ہی بن چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا آخرت کی معیت کے متعلق تھی۔

کچھ اور احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں معیت کا ذکر ہے اور اس سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔

حدیث نمبر 1

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " مَنْ قَرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُتِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى ".

(مسند احمد حديث نمبر 15611، المعجم الكبير طبرانی حديث نمبر 399، عمل اليوم والليلة لابن السني حديث نمبر 704، المقصد العلى فى زوائد ابي يعلى الموصلى حديث نمبر 421، مسند ابي يعلى الموصلى حديث نمبر 1489، الابانة الكبرى لابن بطة حديث نمبر 518)

رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک ہزار آیات روزانہ اللہ کی رضا کے لئے لیے تلاوت کرے وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا اور انشاء اللہ ان کی رفاقت خوب رہے گی۔

حدیث نمبر 2

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

(سنن دارمی حديث نمبر 2581، سنن ترمذی حديث نمبر 1209، المستدرك على الصحيحين حديث نمبر 2143)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچا امانت دار تاجر انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

یہ روایت سنن دارقطنی میں بھی موجود ہے لیکن صرف دارقطنی میں میں آخر میں" یوم القیامۃ" کے الفاظ کا اضافہ ہے(سنن دارقطنی حدیث نمبر 2813)

حدیث نمبر 3

وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ(سنن ترمذی حديث نمبر 2678، تعظيم قدر الصلاة حديث نمبر 714، المعجم الاوسط حديث نمبر 9439، ترغيب فى فضائلِ اعمال حديث نمبر 527)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

اب قادیانی یہ بتائیں کہ کیا کوئی سچا تاجر یا ایک ہزار آیات روزانہ پڑھنے والا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا نبی بن سکتا ہے؟؟؟ یقیناً قادیانیوں کا جواب یہی ہوگا کہ سچا تاجر اور ایک ہزار آیات روزانہ پڑھنے والا قیامت کے دن نبیوں صدیقوں شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ جس طرح سچا تاجر اور ایک ہزار آیات روزانہ پڑھنے والا نبی نہیں بن سکتا بلکہ قیامت کے دن انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا بھی نبی یا رسول نہیں بن سکتا بلکہ قیامت کے دن انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

ان تمام احادیث میں ''مع'' کا لفظ ہے جو معیت کے معنی میں استعمال ہوا ہے ان کو عینیت کے معنوں میں لینا ممکن ہی نہیں ہے۔

جواب نمبر 2

قادیانی اپنے باطل استدلال کی تائید کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے ایک امام لغت راغب اصفہانی کا قول پیش کرتے ہیں۔ قادیانی حضرات کا کہنا ہے کہ امام راغب کے ایک قول سے ان کے بیان کردہ معنیٰ کی تائید ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں امام راغب نے فرمایا ہے کے نبیوں وغیرہ میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم کے ساتھ ہوگا۔ لہذا ضروری ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہیے جو رسول کی اطاعت کرنے والے ہو۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ قادیانی حضرات (پاکٹ بک تعلیمی صفحہ 112:: پاکٹ بک تبلیغی صفحہ 255) نے عبارت نقل کرنے میں دجل سے کام لیا ہے یہ حوالہ علامہ اندلسی کی تفسیر البحر المحیط سے لیا گیا ہے مگر انہوں نے اس قول کو نقل کر کے اپنی رائے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

وهذا وجه الذي هو عنده ظاهر فاسد من جهة المعنى و من جهته النهر (البحر المحيط جلد 3 صفحه 699)

علامہ اندلسی فرماتے ہیں معنی اور نحو کے لحاظ سے یہ بات فاسد ہے (علامہ اندلیسی نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ قادیانیوں نے نقل ہی نہیں کیا) لہذا معلوم ہوا کہ یہ بالکل مردود اور ساقط الاستدلال ہے۔

امام راغب کا قول ہمارے لئے حجت نہیں۔ امام راغب کے حالات زندگی واضح نہیں ہیں۔ کب پیدا ہوئے اور کہاں پیدا ہوئے؟ کہاں اور کس سے تعلیم حاصل کی؟ کچھ معلوم نہیں (مفردات القرآن صفحہ نمبر 7)

اگر اس قول کو مان بھی لیا جائے تو بھی ہمارے خلاف نہیں ہے کیوں کہ تمام انبیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور متبع ہیں (روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 300) شب معراج میں تمام انبیاء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اقتداء کی اور بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی اس کے علاوہ انبیاء سابقین اور بنی اسرائیل سلسلہ کے آخری نبی سیدنا عیسی علیہ السلام آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی رو سے قیامت سے قبل اس امت میں تشریف لائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی اتباع اور اطاعت کریں گا۔ لہذا انبیاء میں سے ایک فرد کامل ایسا مل گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کرے گا واضح رہے کہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ 133 پر خود تسلیم کرتا ہے کہ

یوں تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے لتومنن به و لتنصرنه پس اس طرح تمام انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہوئے۔ (روحانی خزائن جلد 21 صفحہ نمبر 300)

جواب نمبر 3

قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں دو آیات ہیں جن میں مع من یا فی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک ایک آیت پیش کر کے جواب دیتا ہوں۔

آیت نمبر 1

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا

عَظِيْمًا (سورۃ النساء آیت 146)
مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی وہ سنور گئے اور انہوں نے اللہ سے مضبوط تعلق جوڑ لیا اور انہوں نے اپنا دین اللہ کے لئے خالص کر لیا تو یہ مؤمنوں کی سنگت میں ہوں گے اور عنقریب اللہ مومنوں کو عظیم اجر عطا فرمائے گا۔

قادیانی کہتے ہیں کیا یہ توبہ کرنے والے خود مومن نہیں ہیں بلکہ مومنوں کے ساتھ ہیں؟ نہیں بلکہ وہ مومن ہیں پس ثابت ہوا مع معنی من کے معنی میں آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مومنین پر الف لام عہد کا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شروع سے خالص مومن ہیں ان سے کبھی نفاق سرزد نہیں ہوا ان کی معیت میں وہ لوگ جنت میں ہوں گے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کر کے مخلص مومن بن گئے۔ تو ثابت ہوا کہ مع اپنے اصل معنی مصاحبت کے لئے آیا ہے نہ کہ بمعنی من۔

آیت نمبر 2

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ٭ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (سورۃ آل عمران ۱۹۳)

اے ہمارے رب! (ہم تجھے بھولے ہوئے تھے) سو ہم نے ایک نداد دینے والے کو سنا جو ایمان کی نداد دے رہا تھا کہ (لوگو!) اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطاؤں کو ہمارے (نوشتۂ اعمال) سے محو فرما دے اور ہمیں نیک لوگوں کی سنگت میں موت دے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ یہاں مع من کے معنوں میں آیا ہے اگر من کے معنوں میں نہ لیا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ یا اللہ ہمیں اس وقت موت دے جب نیک لوگوں کی موت ہو۔

اس کا جواب امام رازی نے پہلے سے ہی دے رکھا ہے امام صاحب فرماتے ہیں

ابرار کے ساتھ وفات کے یہ معنی ہیں کہ ان کے عمل جیسے عمل پر موت آئے تا کہ روز قیامت ان کے سے درجات میں ہوں۔ مرد عالم آج بھی بولتا ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کے ساتھ ہوں اور اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرا اور ان کا عقیدہ ایک ہے (نا یہ کہ میں ان کے ساتھ پیدا ہوا یا بڑھتا رہا یا فوت ہوا) {تفسیر رازی جلد 9 صفحہ 467}

س لیے جملہ محققین مفسرین نے مع کو یہاں مصاحبت کے لئے ہی تحریر کیا ہے۔

تعلیمی پاکٹ بک والے نے تو یہاں تک بس کر دی لیکن نہ جانے تبلیغی پاکٹ بک والے کو کیا سوجھا لکھتا ہے۔

ایک جگہ شیطان کے متعلق آیا ہے اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ (الحجر آیت 31) کے وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا اور دوسرے جگہ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (الأعراف آیت 11) آتا ہے (تبلیغی پاکٹ بک صفحہ نمبر 252) یعنی دیکھو دونوں جگہ لفظ ساجد آیا ہے لیکن دوسری آیت میں بجائے مع کے من ہے ثابت ہوا کہ مع بمعنی من ہوتا ہے۔

اگر یہ استدلال درست ہے تو خطرہ ہے کہ کوئی مجنون یہ بھی نہ کہہ دے کہ سورۃ ص میں آتا ہے۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ (سورۃ ص آیت 75)

(اللہ نے) ارشاد فرمایا: اے ابلیس! تجھے کس نے اس (ہستی) کو سجدہ کرنے سے روکا ہے جسے میں نے خود اپنے دستِ (کرم) سے بنایا ہے، کیا تو نے تکبّر کیا یا تو (بزعمِ خویش) بلند رتبہ (بنا ہوا) تھا۔

کیوں کہ اس آیت میں بجائے ساجدین کے عالین ہے پس ثابت ہوا کے ساجدین بمعنی عالین بھی ہوتا ہے (معاذ اللہ)۔

قرآن مجید عربی زبان میں ہے اس کے متکلم کا اسلوب بیان عجیب اور دل نشین ہے ایک ہی واقعہ متعدد مقامات میں بیان ہوتا ہے لیکن طریقہ بیان مختلف ہوتا ہے جس میں متکلم کی ایک خاص غرض اور حکمت پوشیدہ ہوتی ہے ابلیس مردود نے ایک جرم میں تین گناہ کیے تھے۔(1) اس نے تکبر کیا تھا اس کا ذکر سورۃ ص کی آیت کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ (ص آیت 75) میں کیا گیا ہے۔

(2) اس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی اس کا ذکر اعراف کی آیت 11 میں ہوا لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ۔ (3) اس نے جماعت سے مفارقت کی تھی اس کا بیان الحجر آیت 31 میں مذکور ہے اَبٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ۔

پس مع ہرگز من کے معنوں میں نہیں ہے بلکہ دونوں کے فائدے الگ الگ اور دونوں جداگانہ امر کے بیان کے لیے ہیں۔

اب میں قرآن مجید کی وہ آیات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ "مع" "من" کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔

آیت نمبر 1

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ آیت 153)

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔

آیت نمبر 2

ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَخْرُجُ مِنْہَا وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعْرُجُ فِیْہَا ؕ وَ ہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (الحدید آیت نمبر 4)

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ اَدوار میں پیدا فرمایا پھر کائنات کی مسندِ اقتدار پر جلوہ افروز ہوا (یعنی پوری کائنات کو اپنے امر کے ساتھ منظم فرمایا)، وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے خارج ہوتا ہے اور جو کچھ آسمانی کرّوں سے اترتا (یا نکلتا) ہے یا جو کچھ ان میں چڑھتا (یا داخل ہوتا) ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو، اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو (اسے) خوب دیکھنے والا ہے۔

آیت نمبر 3

اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ہُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَ اَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْہَا وَ جَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی ؕ وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ہِیَ الْعُلْیَا ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (التوبہ آیت 40)

اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلبۂ اسلام کی جدوجہد میں) مدد نہ کرو گے (تو کیا ہوا) سو بیشک اللہ نے ان کو (اس وقت بھی) مدد سے نوازا تھا جب کافروں نے انہیں (وطنِ مکہ سے) نکال دیا تھا درآنحالیکہ وہ دو (ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جبکہ دونوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غارِ (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرما رہے تھے: غمزدہ نہ ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرما دی اور انہیں (فرشتوں کے) ایسے لشکروں کے ذریعہ قوت بخشی جنہیں تم نہ دیکھ سکے اور اس نے کافروں کی بات کو پست و فروتر کر دیا، اور اللہ کا فرمان تو (ہمیشہ) بلند و بالا ہی ہے، اور اللہ غالب، حکمت والا ہے۔

آیت نمبر 4

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْہَبَ رِیْحُکُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (الانعام آیت 46)

اوراللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرواورآپس میں جھگڑا مت کروورنہ (متفرق اور کمزور ہوکر) بزدل ہوجاؤ گے اور (دشمنوں کے سامنے) تمہاری ہوا (یعنی قوت) اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آیت نمبر 5

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل آیت نمبر 128)

بیشک اللہ اُن لوگوں کو اپنی معیتِ (خاص) سے نوازتا ہے جو صاحبانِ تقوٰی ہوں اور وہ لوگ جو صاحبانِ اِحسان (بھی) ہوں۔

آیت نمبر 6

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (البقرہ آیت 194)

حرمت والے مہینے کے بدلے حرمت والا مہینہ ہے اور (دیگر) حرمت والی چیزیں ایک دوسرے کا بدل ہیں، پس اگر تم پر کوئی زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو مگر اسی قدر جتنی اس نے تم پر کی، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آیت نمبر 7

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح آیت 29)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زورآور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ اُن کی نشانی اُن کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے (جو بصورتِ نور نمایاں ہے)۔ ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی مذکور) ہیں اور ان کے (یہی) اوصاف انجیل میں (بھی مرقوم) ہیں۔ وہ (صحابہ ہمارے محبوبِ مکرّم کی) کھیتی کی طرح ہیں جس نے (سب سے پہلے) اپنی باریک سی کونپل نکالی، پھر اسے طاقتور اور مضبوط کیا، پھر وہ موٹی اور دبیز ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی (اور جب سرسبز و شاداب ہو کر لہلہائی تو) کاشتکاروں کو کیا ہی اچھی لگنے لگی (اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنھم کو اسی طرح ایمان کے تناور درخت بنایا ہے) تاکہ اِن کے ذریعے وہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلنے والے) کافروں کے دل جلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

اور بھی بہت سی آیات ہیں لیکن اختصار سے یہ آیت درج کی ہیں۔ ان تمام آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مع اپنے حقیقی اور اصل معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے من کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔

جواب نمبر 4

قادیانی کہتے ہیں کہ اگر اس آیت میں صرف رفاقت کا ذکر ہے تو آپ اس امت میں صدیق، شہید اور صالحین کیوں مانتے ہیں کیونکہ آیت میں تو صرف

رفاقت کا ذکر ہے۔اس کا جواب یہ کہ

اس آیت میں اس بات کا قطعاً ذکر نہیں ہے کہ کوئی شخص اطاعت کر کے نبی، صدیق یا شہید ہوگا یا نہیں ہوگا۔بلکہ یہاں مقصد صرف اطاعت کا نتیجہ بیان کرنا ہے کہ جو اطاعت کرے گا اس کو ان حضرات کے ساتھ رفاقت فی المکان حاصل ہوگی۔امت میں تین درجے جو ہم مانتے ہیں وہ اس آیت سے نہیں مانتے کیونکہ اس آیت میں درجات ملنے کا ذکر ہی نہیں وہ دوسری آیات سے مانتے ہیں جن میں درجات ملنے کا ذکر ہے اور جن آیات میں دنیا میں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا درجہ ملنے کا کوئی ذکر موجود نہیں۔اب آپ کی خدمت میں وہ آیات پیش کرتا ہوں جن سے امت میں ہم یہ تین درجے مانتے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ٭ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (الحدید آیت 19)

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، اُن کے لئے اُن کا اجر (بھی) ہے اور ان کا نور (بھی) ہے، اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخی ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ (العنکبوت آیت 9)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے تو ہم انہیں ضرور نیکوکاروں (کے گروہ) میں داخل فرما دیں گے۔

ان آیات میں دنیا میں درجات ملنے کا ذکر ہے اور ان میں نبوت کا درجہ دنیا میں ملنے کا ذکر نہیں ہے۔

پندرہویں آیت میں قادیانی تحریف کا جواب

آیت

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ٭ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿الجمعة آیت ۲﴾ وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿الجمعة آیت ۳﴾

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے، اور (یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں کچھ اور بھی ہیں جو ابھی ان کے ساتھ آکر نہیں ملے۔اور وہ بڑے اقتدار والا، بڑی حکمت والا ہے۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقرر تھی (پاکٹ بک خادم گجراتی صفحہ 361) یعنی ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں پیدا ہوئے اور ایک دفعہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنا تھا اور وہ مرزا قادیانی کی شکل میں آئے (معاذ اللہ) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر نے اپنی کتاب کلمہ الفصل میں لکھا ہے کہ قادیان میں اللہ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتارا تا اپنا وعدہ پورا کرے (کلمۃ الفصل صفحہ 105)

جواب نمبر 1

پہلی بات تو یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قادیان میں دوبارہ پیدا ہوئے مرزا قادیانی کی شکل میں تو وہ شخص بغیر کسی شک کے گستاخ رسول ہے۔یہ عقیدہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے۔دوسری بات آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں پیدا ہوں

گے۔اس آیت کا مطلب مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے۔وہ لکھتا ہے کہ

خداوہ ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جوان پر اس کی آیات پڑتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ پہلے وہ صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جوان کی تربیت کر رہا ہے ایک دوسرے کی بھی تربیت کرے گا جوانہی میں سے ہوں جاویں گے۔گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ٭ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ کرام کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی تربیت فرمائی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے۔

(آئینہ کمالات اسلام: روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 209,208)

مرزا قادیانی کی تحریر سے واضح ہے کہ اس آیت کا مطلب اس کے نزدیک یہ ہے کہ ایک گروہ آخری زمانہ میں پیدا ہوگا جس کی تربیت باطنی طور پر رسول اللہ صلی اللہ وسلم فرمائیں گے نا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں پیدا ہوں گے۔ویسے بھی مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ فوت شدہ نبی دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا۔

(1) ہریک مسلمان کو یہ ماننا پڑے گا کے فوت شدہ نبی ہرگز دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتا (ازالہ اوہام: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459)

(2) حضرت عیسی علیہ السلام تو کسی طرح دوبارہ نہیں آسکتے کیونکہ وہ وفات پا گئے (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم: روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 406)

مرزا قادیانی کی ان دونوں تحریروں کے واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک فوت شدہ نبی دوبارہ نہیں آسکتا تو قادیانیوں کا اس آیت کا یہ معنی کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے مرزا قادیانی کی تحریروں سے غلط ثابت ہوتا ہے۔

جواب نمبر 2

اس آیت کا اصل مطلب اور تفسیر یہ ہے کہ

وَآخَرِينَ مِنۡهُمۡ عطف على الۡأُمِّيِّينَ، أو المنصوب في يُعَلِّمُهُمُ وهم الذين جاءوا بعد الصحابة إلى يوم الدين، فإن دعوته وتعليمه يعم الجميع ﴿بیضاوی ج 5ص 211﴾

آخرین کا عطف امیین یا یعلمھم کی ضمیر پر ہے اور اس لفظ کا زیادہ کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ودعوت صحابہ کرام اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لیے ہے۔

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث تو عرب کے لوگوں میں ہوئے لیکن نبی اور رسول اور برحق اور ہادی قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے ہیں جیسے قرآن شریف نے بھی بیان فرمایا قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ۔(اے رسول! ان سے) کہو کہ:"اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

خلاصہ

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ

آیت کا مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دور میں اور جس علاقہ میں مبعوث ہوئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت صرف اس دور یا اس علاقہ تک محدود نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک پیدا ہونے والے ہر فرد کے نبی ہیں۔

احادیث میں قادیانی
تحریفات کے
جوابات

پہلی روایت میں قادیانی تحریف کا جواب

روایت

فقال له النبيُّ (ص) : اطْمَئِنَّ يَا عَمُّ ! فَإِنَّكَ خَاتَمُ المُهَاجِرِينَ فِي الهِجْرَةِ، كَمَا أَنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ فِي النُّبُوَّةِ

قادیانی استدلال

قادیانی روایت پیش کر کے کہتے ہیں دیکھو حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد بھی ہجرت ہوتی رہے گی۔

اور اس روایت میں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں خاتم المہاجرین کہا گیا ہے مطلب یہ کہ خاتم المہاجرین کا مطلب آخری مہاجر نہیں ہے۔

اسے طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں خاتم النبیین کہا مطلب خاتم النبیین کا مطلب بھی آخری نبی نہیں ہے (معاذ اللہ)

جواب نمبر 1

قادیانی یہ روایت پیش کرتے ہیں کنز العمال سے اور کنز العمال میں اس روایت کی سند موجود نہیں ہے۔

اس روایت کی سند ابن ابی حاتم (المتوفی 327ھ) کی کتاب (العلل لابن ابی حاتم) میں ہے۔ وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ إبراهيم بن حمزة ، عن إِسْمَاعِيلَ بْنِ قَيْس، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ؛

امام ابن ابی حاتم اس روایت کو لکھنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں

قَالَ أَبِي: هَذَا حديثٌ موضوعٌ، وإسماعيلُ مُنكَرُ الحَدِيثِ

﴿العلل لابن ابی حاتم رقم الحديث 2619 جلد 6 صفحه 404﴾

میرے والد نے کہا یہ موضوع روایت ہے اور اسماعیل منکر الحدیث ہے۔

شیخ البانی صاحب نے بھی روایت کو ضعیف کہا ہے۔

(سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ رقم الحدیث 7030 جلد 14 صفحہ 1131)

اور اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے اسماعیل بن قیس الانصاری (1) امام بخاری کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے (التاریخ الکبیر للبخاری رقم 1173 جلد 1 صفحہ 370، الضعفاء الصغیر للبخاری رقم 19 جلد 1 صفحہ 25) (2) امام مسلم کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے (الکنی والاسماء رقم 3206 جلد 2 صفحہ 788) (3) امام نسائی کہتے ہیں یہ ضعیف ہے (الضعفاء والمتروکون للنسائی رقم 41 جلد 1 صفحہ 17) (4) امام رازی کہتے ہیں یہ مجہول ہے (الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی رقم 403 جلد 1 صفحہ 118)

تو اس طرح کی روایت پر عقیدہ بنانا کہاں تک درست ہوگا یہ قادیانی بتائیں۔

جواب نمبر 2

اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی یہ ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں ہے۔ بات کچھ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو فتح کرنے

کے لیے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا لشکر لے کر تشریف لے جا رہے تھے تو راستے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ ہجرت کر کے مکہ شریف سے مدینہ تشریف جا رہے تھے۔ راستے میں جب انہوں نے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو دیکھا تو افسوس کیا کہ مجھے ہجرت کرنے کی فضیلت حاصل نہیں ہو گی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ علیہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ

اطْمَئِنَّ يَا عَمُّ ! فَإِنَّكَ خَاتَمُ الْمُهَاجِرِينَ فِي الْهِجْرَةِ، كَمَا أَنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ فِي النُّبُوَّةِ

اے چچا آپ اطمینان رکھیں کیونکہ آپ مہاجرین کو ختم کرنے والے ہیں جس طرح میں انبیاء کو ختم کرنے والا ہوں۔

اور اس روایت کو اگر صحیح مانا جائے تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ مکہ شریف سے ہجرت کرنے والے آخری مہاجر تھے۔ کیونکہ ہجرت دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہوتی ہے۔ اور مکہ فتح ہونے کے بعد دار الاسلام ہے اور قیامت تک دار الاسلام ہی رہے گا۔

اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نہیں ہو گئی جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الفَتْحِ

(صحیح بخاری رقم الحدیث 2783، 2825، 3899، 4311 ، صحیح مسلم رقم الحدیث 1864 ،سنن ترمذی رقم الحدیث 1590 ،صحیح ابن حبان رقم الحدیث 4592، 4867)

اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو یہ تو ختم نبوت کی دلیل ہے نہ کہ قادیانی عقیدہ کی۔

دوسری روایت میں قادیانی تحریف کا جواب

روایت

فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ بلاشبہ میں تمام انبیاءؑ میں سے آخری نبی ہوں۔ اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد بھی بہت سی مساجد بنائی گئی ہیں۔ اس لیے آخر الانبیاء سے مراد آخری نبی نہیں ہے۔

جواب

دنیا میں جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ان سب نے اللہ کی عبادت کے لیے مسجد بنائی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ کی عبادت کے لیے مسجد بنائی۔

تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا۔ جب نبی نہیں بنے گا تو اس کی مسجد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد انبیاء علیہم السلام کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔

حدیث

انا خاتم الانبیاء و مسجدي خاتم مساجد الانبیاء
((1) المخلصیات رقم 2943 جلد 4 صفحه 25 (2)مجموع فیه مصنفات ابي جعفر بن البختری رقم 216 جلد 1 صفحه 228 (3)کشف الاستار عن زوائد البزار رقم 1193 جلد 2 صفحه 56 (4) مجمع الزوائد و منبع الفوائد رقم 5855 جلد 4 صفحه 4 (5)کنزالعمال رقم 34999 جلد 12 صفحه 270 (6) الجامع الکبیر رقم 4032/8521 جلد 3 صفحه 195)
یہ حدیث تو ختم نبوت کی دلیل ہے نہ کہ قادیانی عقیدہ کی۔

تیسری روایت میں قادیانی تحریف کا جواب

روایت

حدثنا حسین بن محمد قال حدثنا جریر بن حازم عن عائشة قالت قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبي بعده

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔اور حدیث لانبی بعدہ درست نہیں ہے۔

جواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ روایت جو قادیانیوں نے پیش کی ہے وہ منقطع ہے۔سند میں جریر بن حازم روایت کر رہے ہیں امی عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالی عنہا) سے اور امی عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا وصال ہوا تقریباً 58 ہجری میں اور جریر بن حازم پیدا ہوئے تقریباً 90 ہجری میں (تہذیب التہذیب جلد 1 صفحہ 195) تو جریر بن حازم امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تقریباً 30 سال بعد پیدا ہوئے تھے۔اس لیے یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی صاحب لکھتے ہیں
دوسری کتب حدیث (بخاری اور مسلم کے علاوہ) صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہوں گے کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ احادیث کے مخالف نہ ہوں۔ (روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 60)
قادیانیوں نے جو یہ روایت پیش کی ہے یہ بخاری اور مسلم کے خلاف ہے۔
صحیح بخاری میں لا نبی بعدی کے الفاظ دو احادیث میں آئے ہیں (رقم الحدیث 3455 ،رقم الحدیث 6194) صحیح مسلم میں بھی لا نبی بعدی کے الفاظ دو احادیث میں آئے ہیں (رقم الحدیث 1842 ،رقم الحدیث 2404) اس لیے قادیانیوں کے اصول کے مطابق بھی یہ روایت صحیح نہیں ہے۔امی عائشہ صدیقہ (رضی اللہ علیہا) سے ختم نبوت کے بارے میں روایت موجود ہے۔

لا یبقي بعدي من النبوة شيء إلا المبشرات (کنز العمال رقم الحدیث 41423 ،مسند احمد رقم الحدیث 24977)

چوتھی روایت میں قادیانی تحریف کا جواب

روایت

ثنا أَبُو أَيُّوبَ الْخَبَائِرِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْشِي ذَاتَ يَوْمٍ فِي طَرِيقٍ، فَنَادَاهُ الْجَبَّارُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا مُوسَى فَالْتَفَتَ يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَ أَحَدًا، ثُمَّ نَادَاهُ الثَّانِيَةَ: يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ، فَالْتَفَتَ يَمِينًا، وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَ أَحَدًا، فَارْتَعَدَتْ فَرَائِصُهُ، ثُمَّ نُودِيَ الثَّالِثَةَ: يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ، إِنِّي أَنَا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا. فَقَالَ: لَبَّيْكَ، وَخَرَّ لِلَّهِ سَاجِدًا. فَقَالَ: ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: يَا مُوسَى، إِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ تَسْكُنَ فِي ظِلِّ عَرْشِي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي. يَا مُوسَى، فَكُنْ لِلْيَتِيمِ كَالْأَبِ الرَّحِيمِ، وَكُنْ لِلْأَرْمَلَةِ كَالزَّوْجِ الْعَطُوفِ. يَا مُوسَى، ارْحَمْ تُرْحَمْ. يَا مُوسَى، كَمَا تَدِينُ تُدَانُ. يَا مُوسَى، نَبِّئْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ لَقِيَنِي وَهُوَ جَاحِدٌ لِمُحَمَّدٍ أَدْخَلْتُهُ النَّارَ وَلَوْ كَانَ خَلِيلِي إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى كَلِيمِي. فَقَالَ: إِلَهِي وَمَنْ أَحْمَدُ؟ فَقَالَ: يَا مُوسَى، وَعِزَّتِي وَجَلَالِي، مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْهُ، كَتَبْتُ اسْمَهُ مَعَ اسْمِي فِي الْعَرْشِ قَبْلَ أَنْ أَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ بِأَلْفَيْ أَلْفِ سَنَةٍ. وَعِزَّتِي وَجَلَالِي، إِنَّ الْجَنَّةَ لَمُحَرَّمَةٌ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِي حَتَّى يَدْخُلَهَا مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ. قَالَ مُوسَى: وَمَنْ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ؟ قَالَ: أُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ، يَحْمَدُونَ صُعُودًا وَهُبُوطًا وَعَلَى كُلِّ حَالٍ، يَشُدُّونَ أَوْسَاطَهُمْ،، وَيُطَهِّرُونَ أَطْرَافَهُمْ، صَائِمُونَ بِالنَّهَارِ، رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ، أَقْبَلُ مِنْهُمُ الْيَسِيرَ، وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ: إِلَهِي اجْعَلْنِي نَبِيَّ تِلْكَ الْأُمَّةِ. قَالَ: نَبِيُّهَا مِنْهُمْ. قَالَ: اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةِ ذَلِكَ النَّبِيِّ. قَالَ: اسْتَقْدَمْتَ وَاسْتَأْخَرُوا يَا مُوسَى، وَلَكِنْ يَا مُوسَى سَأَجْمَعُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فِي دَارِ الْجَلَالِ "

قادیانی استدلال

قادیانی روایت کے آخری الفاظ إِلَهِي اجْعَلْنِي نَبِيَّ تِلْكَ الْأُمَّةِ. قَالَ: نَبِيُّهَا مِنْهُمْ. پیش کر کے کہتے ہیں دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے خواہش کی کہ مجھے امت محمدیہ کا نبی بنادیا جائے تو جواب ملا اس امت کا نبی اس میں سے ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا امت محمدیہ میں ایک نبی پیدا ہوگا۔

جواب نمبر 1

قادیانی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خصائص کبریٰ کا حوالہ دیتے ہیں لیکن اس کتاب میں روایت کی سند موجود نہیں ہے۔ اس روایت کی سند امام ابوبکر بن ابی عاصم کی السنۃ کتاب میں موجود ہے۔ (السنة صفحه 305 ،306)

سند

ثنا أَبُو أَيُّوبَ الْخَبَائِرِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ(السنة صفحه 305)

اس سند کا پہلا راوی ابوایوب الجبائری ہے

(1)ابن الجنید کہتے ہیں کان یکذب (2)امام رازی کہتے ہیں متروك الاحاديث (3)امام نسائی کہتے ہیں ليس بشئ (4)امام ابن عدی کہتے ہیں له احاديث منكرة(5)امام الازدي کہتے ہیں معروف بالكذب

(الضعفاء و المتروكون لابن الجوزي جلد 2 صفحه 20 رقم 1527)

اس سند کا دوسرا راوی ہے سعید بن موسی الازدی

امام الذھبی اور ابن حجر العسقلانی کہتے ہیں اتھمه ابن حبان بالوضع امام ابن حجر العسقلانی تو اس روایت کو جو قادیانیوں نے پیش کی ہے اسے موضوع بھی کہتے ہیں۔(میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 159 ،لسان المیزان جلد 4 صفحہ 77)

کتاب السنة پر علامہ ناصر الدین البانی صاحب کی تحقیق بھی ہے وہ اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں إسناده ضعيف جدا بل موضوع (السنة صفحه 306)

جواب نمبر 2

قادیانیوں نے جو روایت پیش کی ہے اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے پھر بھی قادیانیوں کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔روایت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امت محمدیہ کے فضائل سن کر خواہش ظاہر کی کہ اللہ مجھے اس فضیلت والی امت کا نبی بنا دے اللہ نے فرمایا کہ اس کا نبی اس میں سے ہوگا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش کی کہ مجھے اس شان اور فضیلت والے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا دے روایت کے مطابق اللہ نے فرمایا آپ کا وقت پہلے ہے ان کا وقت بعد میں یعنی آپ ان سے پہلے ہوئے ہیں وہ آپ بعد میں ہوں گے۔اگر قادیانی اب بھی کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا فرمان ہے تو ذرا جواب دیں کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہے۔(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 300)

اس روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا امتی بنا دیا جائے لیکن ان کی بات قبول نہیں کی گئی۔مرزا صاحب کہتے ہیں ہر نبی جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے امتی ہیں۔مرزا صاحب کا یہ قول اس روایت کے خلاف ہے اگر یہ روایت آپ کے نزدیک صحیح اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی حدیث ہے تو مرزا صاحب کے بارے میں کیا کہیں گے؟

پانچویں روایت میں قادیانی تحریف کا جواب

روایت

حدثنا محمد بن احمد بن هارون قال حدثنا احمد بن الهيثم قال حدثنا اسماعيل بن زياد الايلى قال حدثنا عمر يونس عن عكرمة بن عمار عن اياس بن سلمة قال حدثني ابي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أبوبكر خير الناس الا ان يكون نبي

ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہے کہ نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر 1

قادیانیوں نے یہ روایت طبری اور کنز العمال وغیرہ سے پیش کی ہے۔لیکن ان کتب میں اس روایت کی سند موجود نہیں ہے۔اس روایت کی سند ابو احمد بن عدی

الجرجانی (المتوفی 365ھ) کی کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال میں موجود ہے۔

سند

حدثنا (1)محمد بن احمد بن ہارون قال حدثنا (2)احمد بن الهيثم قال حدثنا (3)اسماعيل بن زياد الايلي قال حدثنا عمر يونس عن عكرمة بن عمار عن اياس بن سلمة قال حدثني ابي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أبوبكر خير الناس الا ان يكون نبي(الكامل في ضعفاء الرجال جلد 6 صفحه484)

اس کی سند میں پہلا راوی

محمد بن احمد بن ہارون ہے۔ میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ اس پر حدیث ایجاد کرنے کا الزام ہے۔

(میزان الاعتدال جلد 6 صفحہ 76 اردو ترجمہ، میزان الاعتدال جلد 3 صفحہ 459 عربی)

اس سند میں دوسرا راوی ہے

احمد بن الھیثم جو بشر بن عبدالوہاب کے نام سے مشہور ہے۔ میزان الاعتدال میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے مسلسل عید والی روایت ایجاد کی ہے۔ (میزان اعتدال جلد 2 صفحہ 65 اردو ترجمہ، میزان الاعتدال جلد 1 صفحہ 320 عربی، مصباح الاریب في تقريب الرواة جلد 1 صفحہ 245) امام ذھبی کی کتاب المغنی فی الضعفاء میں لکھا ہے کہ مسلسل عید والے روایت اس نے ایجاد کی ہے۔ (المغنی فی الضعفاء جلد 1 صفحہ 106، الکشف الحثیث جلد 1 صفحہ 76)

اس سند کا تیسرا راوی اسماعیل بن زیاد ہے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے (یعنی راوی مجہول ہے) (میزان الاعتدال جلد 1 صفحہ 314,313) امام ابن ابی حاتم نے اسے مجہول لکھا ہے (الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم جلد 2 صفحہ 170)

تو مختصر یہ کہ روایت شدید ضعیف ہے۔

جواب نمبر 2

قادیانیوں نے جو روایت پیش کی ہے محدثین نے اس کو لکھنے کے بعد لکھا ہے

هذا الحديث احد ما انكر

یہ روایت ان میں سے ایک ہے جس پر انکار کیا گیا ہے

(کنز العمال جلد 11 صفحہ 549 رقم 32578، لمداوی العلل الجامع الصغیر وشرحی المناوی جلد 1 صفحہ 96)

یعنی یہ منکر روایت ہے۔

شیخ البانی نے اس روایت کو موضوع کہا ہے (سلسلہ احادیث ضعیف اور موضوع جلد 4 صفحہ 170)

جواب نمبر 3

اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے پھر بھی قادیانی اس سے اجراء نبوت ثابت نہیں کر سکتے۔ روایت میں الناس سے مراد صرف عام لوگ ہیں نبی مراد نہیں ہیں۔ اگر الناس میں انبیاء علیہم السلام کو بھی لیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے خیر الناس کہنا درست نہیں ہوگا۔ آسان الفاظ میں اس روایت

کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام لوگوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں۔ میں نے یہ جو معنی پیش کیے ہے اس پر دلیل کے طور پر اسی کتاب میں سے دو احادیث پیش کرتا ہوں۔

حدیث نمبر 1

انبیاء کے علاوہ سورج طلوع اور غروب نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو ابوبکر سے بہتر ہو (یعنی حضرت ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں) (کنز العمال جلد 11 صفحہ 557 رقم 32622، کنز العمال جلد 11 صفحہ 546 رقم 32564)

حدیث نمبر 2

ابوبکر و عمر اولین و آخرین میں بہتر ہیں اور آسمان و زمین والوں میں بہتر ہیں سوائے انبیاء و مرسلین کے (کنز العمال جلد 11 صفحہ 560 رقم 32645)

ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں نے جو روایت پیش کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ علیہ انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل ہیں۔

چھٹی روایت میں قادیانی تحریف کا جواب

روایت

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا، وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ أَخْوَالُهُ الْقِبْطُ، وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ.

(سنن ابن ماجه حديث نمبر 1511)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہو گیا، تو آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اور فرمایا: جنت میں ان کے لیے ایک دایہ ہے، اور اگر وہ زندہ رہتے تو صدیق اور نبی ہوتے، اور ان کے ننہال کے قبطی آزاد ہو جاتے، اور کوئی بھی قبطی غلام نہ بنایا جاتا۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر حضرت ابراہیم فوت نہ ہوتے تو نبی بن جاتے اس لئے امت میں نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر 1

قادیانیوں نے یہ جو روایت پیش کی ہے یہ ضعیف ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے جس کا نام ابراہیم بن عثمان ہے وہ ضعیف اور متروک الحدیث ہے اس کے بارے میں نسائی نے متروک الحدیث، ابن معین نے لیس بثقۃ، احمد نے ضعیف، قسطلانی نے ضعیف، ابو داؤد نے ضعیف، ترمذی نے منکر الحدیث، دولابی نے متروک الحدیث، ابو حاتم نے ضعیف الحدیث اور متروک الحدیث، امام صالح نے ضعیف اور ابو علی نیشاپوری نے لیس بقوی لکھا ہے (اور بھی بہت سے محدثین کے اقوال ہیں) اور اس روایت پر محدثین نے کلام کیا ہے۔

(روح المعانی جلد 11 صفحه 211 { دار الكتب العلمية بيروت }، ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى جلد 9 صفحه 113، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح جلد 10 صفحه 496,495، لمعات التنقيح فى شرح مشكاة المصابيح جلد 9 صفحه

315، مصباح الزجاجة جلد 2 صفحه 33، المقاصد الحسنة جلد 1 صفحه 548، المطالب العالية جلد 5 صفحه 411، الهداية فی تخریج احادیث البداية جلد 4 صفحه 373، جامع الاحادیث جلد 9 صفحه 242، الدرر السنية جلد 10 صفحه 93، تھذیب التھذیب جلد 1 صفحه 76،77)

بعض قادیانی کہتے ہیں کہ اس روایت کی شہاب علی بیضاوی اور موضوعات میں ملاعلی قاری نے تصحیح کی ہے۔تو جواب یہ ہے کہ محدثین کا اصول ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوگئی پس بعض محدثین کی تصریح جرح کو دفع نہیں کرسکتی۔ جیسے فرمایا

لا يخفي أن الجرح مقدم علي التعديل كما في النخبة فلا يدفعه تصحيح بعض المحدثين(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح جلد 2 صفحه 450)

لا يخفي أن الجرح مقدم علي التعديل (شرح سنن ابن ماجه للسيوطی جلد 1 صفحه 39 ،عون المعبود وحاشيه ابن القيم جلد 1 صفحه 74)

اب جو قادیانیوں نے یہ کہا کہ شہاب علی البیضاوی وغیرہ میں روایت کی تصحیح موجود ہے تو اول تو وہ نقاد حدیث سے نہیں ہیں دوم محدثین کے اصول کے مطابق ملا علی قاری وغیرہ کی تصحیح قابل حجت نہیں۔ مولا علی قاری جہاں اس کو صحیح قرار دیتے ہیں پہلے خود مانتے ہیں کہ امام نووی، ابن حجر اور ابن عبدالبر نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

بعض کم علم قادیانی کہتے ہیں کہ یہ روایت ابن ماجہ میں آئی ہے اور ابن ماجہ صحاح ستہ میں ہے اس لیے یہ روایت صحیح ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابن ماجہ تو بعد کے درجے کی کتاب ہے آپ کے مرزا صاحب تو صحیح مسلم کی حدیث کو بھی ضعیف کہتے ہیں

یہ حدیث وہ ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 210)

ہم محدثین کے اقوال پیش کر کے ایک ضعیف روایت کو ضعیف کہیں تو آپ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ صحاح ستہ میں موجود کتاب کی روایت کو ضعیف کیوں کہتے ہو لیکن جب آپ کے مرزا صاحب صحیح مسلم کی صحیح روایت کو محدثین کے اقوال پیش کئے بغیر ضعیف کہتے ہیں تو ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔

جواب نمبر 2

قادیانی حضرات نے جو روایت پیش کی ہے اس سے پہلے ایک صحیح روایت موجود ہے جو قادیانیوں کے عقیدہ اجراء نبوت کو غلط ثابت کرتی ہے

حدیث

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ .(سنن ابن ماجه حديث نمبر 1510، صحيح بخاری حديث نمبر 6194)

میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ابراہیم بچپن ہی میں انتقال کر گئے، اور اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نبی ہونا مقدر ہوتا تو آپ کے بیٹے زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اگر قادیانی دیانت سے کام لیتے تو وہ ایک ضعیف اور متروک الحدیث راوی کی روایت نہ لیتے بلکہ صحیح بخاری کی صحیح روایت لے لیتے۔

جواب نمبر 3

قادیانیوں نے جو یہ روایت پیش کی ہے اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی یہ جراء نبوت ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ قادیانیوں نے یہ جو روایت پیش کی ہے اس میں "لوٗ" آیا ہے۔اور حرف "لوٗ" اس جگہ استعمال ہوتا ہے جس جگہ یہ معنی ہو کے یہ کام ممکن نہیں ہے یعنی نہیں ہوسکتا لیکن بطور مثال بیان کیا گیا ہوں۔جیسے قرآن شریف میں ارشاد ہے

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (سورۃ انبیاء آیت نمبر 22)

اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو دونوں درہم برہم ہوجاتے۔لہذا عرش کا مالک اللہ ان باتوں سے بالکل پاک ہے جو یہ لوگ بنایا کرتے ہیں۔

اس آیت میں بھی لفظ "لوٗ" استعمال کیا گیا ہے۔آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اگر زمین و آسماں میں اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا ہوتے تو اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔جس طرح اس آیت کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کے علاوہ اور بھی خدا ہو سکتے ہیں اسی طرح روایت کو دیکھ کر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے۔